اِنسانِ کامل ﷺ

(رودادِ سیرت کانفرنس)

۱۷ مارچ ۲۰۰۹ء



کیڈٹ کالج لاڑکانہ

For:

Prof. Muhammad Iqbal Mujaddadi
Ex-Chairman, Department of History,
Government Islamia College,
Civil Lines, Lahore.

Sikander
15-4-2014

From **SIKANDER ALI CHANNA**
Vice Principal (Academics)
Cadet College Larkana

اس میں مرحوم عبدالجبار

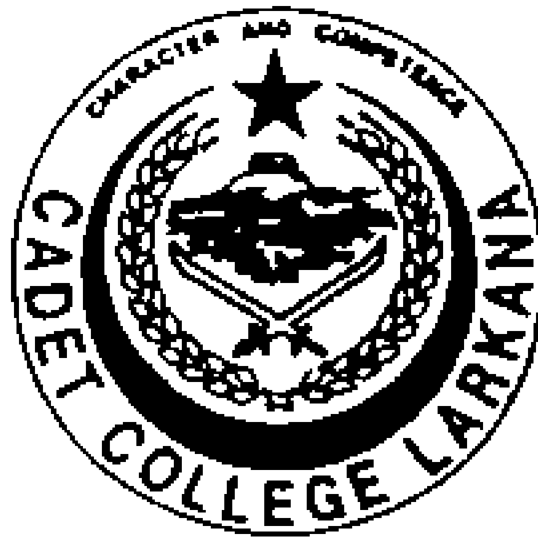
ہے کہ مرحوم کی تقریر اور سوالات کے جوابات بھی

ہیں۔

اِنسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

(رودادِ سیرت کانفرنس)

۱۷ مارچ ۲۰۰۹ء





مرتب

سکندر علی چنّا

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات

کیڈٹ کالج لاڑکانہ

نام کتاب: انسانِ کامل ﷺ (رودادِ سیرت کانفرنس)
مرتب: سکندر علی چنا
ناشر: پروفیسر محمد یوسف شیخ
پرنسپل کیڈٹ کالج لاڑکانہ
کمپوزنگ: فہیم احمد سولنگی
کمپیوٹر لے آؤٹ: ندیم احمد سولنگی
مطبع: سندھیکا اکیڈمی، کراچی۔ فون نمبر 021-32737290
اشاعت اوّل: نومبر 2009ء
تعداد: 1000
قیمت: 50 روپے

دعائے ابراہیم علیہ السلام

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۲۹﴾

(البقرہ۔۱۲۹)

”اے ہمارے پروردگار! تو اِن میں (مکہ والوں میں) اِن ہی میں سے ایک رسول بھیج، جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور اِن کو کتاب (قرآن مجید اور حکمت کی تعلیم دے اور اِن کو (ظاہری و باطنی آلائشوں سے) پاک کرے۔ بے شک تو ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔“

وہ دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُلؐ جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا، فَروغِ وادیٔ سِینا
نِگاہِ عشق و مستی میں، وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یاسیںؔ وہی طاہاؔ

(بالِ جبریل، علامہ اقبالؒ)

فہرست

پیش لفظ

خالقِ کائنات کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے سلسلے کے سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام قوموں، تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لیے مبعوث فرمایا۔ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ میں آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

"اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ اُن ہی میں سے ایک رسول کو بھیجا، جو اُنہیں اُس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، پاک کرتا ہے اور اللہ کی کتاب اور دانائی سکھاتا ہے ورنہ اِس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔"

آپ ﷺ نے انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی نورانی شاہراہ پر گامزن کیا۔ ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے انسانوں کو عدل و احسان سے نوازا۔ صدیوں سے آپس میں خونریز لڑائیاں لڑنے والوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ اِس لیے تمام انسانوں کو عام طور پر اور اُمّتِ مسلمہ کو خاص طور پر آپ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تذکرہ جمال کرتے رہنا چاہیے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ کے تمام پہلوؤں سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! کیڈٹ کالج لاڑکانہ اِس کارِ خیر میں ابتدا ہی سے پیش پیش رہا ہے۔ ہر سال ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں کالج میں "سیرت کانفرنس" کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے اور طلبہ کے درمیان مختلف مقابلے کروائے جاتے ہیں، جیسے (الف) مقابلۂ حفظِ حدیث (ب) مقابلۂ نعت خوانی (ج) مقابلۂ مضمون نویسی (د) مقابلۂ تقریر (ح) مقابلۂ خطاطی شامل ہیں۔

سیرت کانفرنس کے موقع پر ملک کے مشہور و معروف علمائے کرام اور اسکالرز کو مدعو کیا جاتا ہے جو اپنی علمی و تحقیقی معلومات سے طلبہ کو مستفید کرتے ہیں۔ بعد میں ان مقالات اور تقریروں کو کتابی صورت میں شایع کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُن سے استفادہ کر سکیں۔

اِس سال سیرت کانفرنس کے موقع پر ملک کے معروف عالمِ دین اور دعوہ اکیڈمی (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) کے ڈائریکٹر جنرل پروفیسر عبدالجبار شاکر اسلام آباد سے تشریف لائے اور کانفرنس کی صدارت کی۔ اُن کے ساتھ، علمی حلقوں میں اپنی تحقیقی کتب اور مقالوں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت کے اسکالر جناب شہزاد و شیخ بھی اسلام آباد سے بطور مہمانِ خاص تشریف لائے۔

اس موقعہ پر محاضرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں دونوں اسکالرز نے طلبہ اور اساتذہ کے سوالوں کے جوابات دیے۔ یہ کتاب اِس ساری روداد پر مشتمل ہے۔

میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کانفرنس کے نگران اور اِس کتاب کے مرتب اسسٹنٹ پروفیسر سکندر علی چنّا کو جنہوں نے محنتِ شاقّہ سے اِس کام کو نہایت خوبی سے تکمیل تک پہنچایا۔

محمد یوسف شیخ
پرنسپل
کیڈٹ کالج لاڑکانہ

10 نومبر 2009ء
۲۱ ذیقعد ۱۴۳۰ھ

حدیثِ دل

حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ، ہر طالبِ حق اور ہدایت کے متلاشی انسان کے لیے ہدایت ورہنمائی کا وہ معیار ہے جو خود خالقِ کائنات نے انسانیت کے لیے مقرر فرمایا ہے جس میں دین ودنیا کی فلاح وکامیابی ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشادِ باری ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

"بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ کے طریقے میں نہایت عمدہ نمونہ ہے اُن کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔"

حضور ﷺ کی مقدس ہستی کے میلاد کے موقعے پر پورے عالمِ اسلام میں خوشی منائی جاتی ہے اور تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ماہ ربیع الاوّل، سیرتِ سرورِ کائنات ﷺ کو سمجھنے اور ہدایت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے کیونکہ اس مقدس مہینے میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر علمآء و اسکالرز حضرات روشنی ڈالتے ہیں جس سے انسانوں کی رہنمائی کے لیے نئے نئے گوشے نمودار ہوتے ہیں۔

کیڈٹ کالج لاڑکانہ بھی اسی ماہِ مقدس میں "سیرت کانفرنس" کا اہتمام کرتا ہے اور نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ اِس موقع پر مختلف مقابلے اپنے

کیڈٹس / طلبہ کے درمیان کرواتا ہے تاکہ طلبہ سیرت کے درخشاں پہلوؤں سے روشناس ہوں۔

اب تک کیڈٹ کالج لاڑکانہ سیرت اور احادیث کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتب شایع کر چکا ہے:

(۱) سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم (سندھی) ۱۹۹۹ء

(۲) نورِ ہدایت (احادیث: عربی، انگریزی اور اردو) ۲۰۰۲ء

(۳) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (سندھی) ۲۰۰۵ء

(۴) آریانی اگوان صلی اللہ علیہ وسلم (سندھی) ۲۰۰۶ء

(۵) The Role Model for Humanity (انگریزی) ۲۰۰۸ء

اس سال ۱۷ مارچ ۲۰۰۹ء (۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ) کو "سیرت کانفرنس" کا انعقاد ہوا جس میں مہمانِ اعزاز (Guest of Honour) جناب شہزادو شیخ صاحب تھے اور صدارت جناب پروفیسر عبدالجبّار شاکر صاحب نے کی۔

شہزادو شیخ صاحب کئی تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں اور بحیثیت وفاقی سیکریٹری پاپولیشن ویلفیئر ریٹائرڈ ہوئے۔ پروفیسر عبدالجبّار شاکرؔ صاحب، دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل اور ایک نامور عالمِ دین و اسکالر ہیں۔ ان دونوں علمی شخصیات سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کے لیے صبح کی نشست میں سیرت کانفرنس کے موقع پر اِن کے پر مغز خیالات سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ شام کی نشست بھی منعقد کی گئی جس میں طلبہ اور اساتذہ نے ان سے اسلام سے متعلق سوالات کیے جن کے انہوں نے جوابات دیے۔ اِس نشست کو کنڈکٹ ہمارے محترم پرنسپل پروفیسر محمد یوسف شیخ صاحب نے کیا۔

اِس کتاب میں ان دونوں نشستوں کی روداد اور تمام کی تمام کارروائی شامل ہے۔ اِس سلسلے میں میرے رفقائے کار اساتذہ نے بھرپور تعاون کیا جن میں محترم بشیر احمد مہر صاحب، محترم محمد موسیٰ عباسی صاحب، محترم ارمان احمد جروار صاحب اور محترم عمر الدین بھیلار صاحب شامل ہیں۔ ان تمام احباب نے اردو اور انگریزی مواد کو آڈیو کیسٹس سے صفحۂ قرطاس پر نہایت احتیاط اور محنت سے منتقل کیا جن کی مزید تسوید و تدوین راقم الحروف نے کی۔ میں تہہِ دِل سے ان تمام احباب کا شکر گذار ہوں۔

مسودہ کو آخری شکل دینے اور اُس کی مزید تسوید و تزئین میں ہمارے محترم پرنسپل پروفیسر محمد یوسف شیخ صاحب نے بھرپور رہنمائی کی اور اِس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ میں اُن کا نہایت ہی مشکور و ممنون ہوں کہ اُن کی ذاتی دلچسپی اور رہنمائی نے "سیرت کانفرنس" کی اِس قیمتی اور علمی روداد کو محفوظ کرنے کو ممکن بنایا۔ اِس طرح یہ دو معروف و مشہور علمآء و اسکالرز کے تحقیقی و علمی خیالات کا مجموعہ کیڈٹ کالج لاڑکانہ کے طلبہ و اساتذہ کے علاوہ پورے پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے طلبہ و اساتذہ کے لیے بھی سرمایۂ علم و ہدایت بن سکے گا۔

۲۱ ذیقعد ۱۴۳۰ھ
10 نومبر 2009ء

سکندر علی چنّا
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات

Principal's Welcome Address

Very worthy chief guest of the day, Professor Dr. Abdul Jabbar Shakir, Director Dawah Academy, International Islamic University, Islamabad; my worthy guest of honour, member of Board of Governors, scholar Shahzado Shaikh Sahab, a very veteran Worker of Tahreek-e-Pakistan, Janab Gada Hussain Mahesar Sahab, my respected colleagues and dear boys, Assalam-o-Alaikum.

It is indeed great honour for me to welcome the chief guest, the guest of honour and Gada Hussain Mahesar Sahib on this very auspicious occasion. It is first visit of Shakir Sahib for which I had been pursuing him for the last one year, the reason being that he is a man of real scholarship. I don't have to go into too much eulogizing the person for all what he has been doing and what he is doing; may Allah give him strength to do much more in the days to come. Shahzado Shaikh Sahib has been always kind, and on a very short notice, he has always said Labaik and has been among us.

یہ جو تقریب ہے، گذشتہ کئی برسوں سے ہم اس ادارے میں منعقد کرتے آرہے ہیں۔ یہ پہلی بار ہے کہ اس میں میں نے ایک تجربہ کرنا چاہا کہ اس مرتبہ اس کی تھوڑی سی ترتیب بدلتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا، جو آپ کا منٹ ٹو منٹ (Minute to Minute) پروگرام ہے، اور جو عموماً ایک روایت ہے یا رواج ہے باقی اداروں میں، کہ جب مہمان آتے ہیں تو پہلا کام ان کو Welcome کرنا ہوتا ہے۔ خطبۂ استقبالیہ ان کو شروع میں دیا جاتا ہے۔ ہم نے سوچا کہ نیا تجربہ کرتے ہیں اور اس نئے تجربے کی وجہ یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنے نوجوان بچے، اسٹوڈنٹ پیش کرنا چاہتا تھا ایک مختلف انداز میں اور آپ نے ان کے انداز دیکھ لیے۔ حفظِ حدیث، سیرت کوئز، کیلی گرافی، نعت کا پٹیشن اور آخر میں تقریری مقابلہ۔ ان کی جو تقریری استعداد ہے، ان کی جو صلاحیت ہے، ان کی جو قابلیت ہے اس کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔ میں ان بچوں پر فخر کرتا ہوں۔ یہ ایک خاص جوش اور جذبے اور خلوص کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور سندھ کے مختلف علاقوں، پاکستان کے باقی چاروں صوبوں سے بھی، چاہے کم تعداد میں، بہرکیف یہاں ہیں اور یہ ایک جذبہ رکھتے ہیں، پاکستان کے لیے، پاکستان کی ترقی کے لیے، پاکستان کے استحکام کے لیے، پاکستان کی خوشحالی کے لیے، اور فروغ اور فلاح و بہبود کے لیے اور اسی جذبے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں۔

یہ جو سیرت کانفرنس ہے کیا ہم بھی محض یہ تقریب رسم کے طور پر کرتے ہیں؟ میں اس سلسلے میں بہت عاجزانہ گذارش رکھوں گا۔ اس کے پیچھے دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں اس کائنات کے سب سے بڑے انسان ﷺ اور ان کی زندگی کے مختلف گوشوں سے واقفیت ہو۔ یہ نوجوان ابھی سے اپنے آقا ص ﷺ کی زندگی کے بارے میں جاننا شروع کر دیں۔ ان کی عظمت کو جانتے

ہوئے ان کے لیے حد درجہ، احترام اور محبت کے جذبے اپنی شخصیت میں پیدا کریں ایسے ہی جیسے اقبالؒ نے کہا:

تو شہنشاہِ دو عالم من فقیر، روزِ محشر، عُذر ہائے من پذیر
گر حسابم را تو بینی ناگزیر، از نِگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر۔

وحده لاشريڪ له جان تو چئين ايئن
مچ محمد ڪارڻي، نرتئون منجهان نينهن
تان تون وجؤ ڪيئن، نائين سِرُ بين کي.

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر اس پر رکھتے ہو ایمان تو رسول اللہ ﷺ سے لَو لگاؤ۔ سمائے گر دل میں دونوں کا سودا تو کسی در پہ اس سر کو نہ جھکاؤ۔ اس محبت کو پیدا کرنا ہو گا۔

دوسرا مقصد بنی نوع انسان کے اس کامل رول ماڈل کی سیرت کے لیے طلبہ کو مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا ہے۔

آیئے ہم سب دعا کریں کہ ہم سب مل کر اس معاشرے میں حبِ رسول ﷺ، اطاعتِ رسول ﷺ، احترامِ رسول ﷺ کی روایت کو اجاگر کریں گے۔ میں ان سارے بچوں Students اپنے رفقاء کار، اور اپنی جانب سے آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ یہاں تشریف لائے، ہماری عزت افزائی کی۔ سکندر چنہ صاحب اور ان کے ساتھی ظفر اقبال اور وہاب منگریو صاحب اور جملہ ساتھیوں نے بہت محنت کی ہے، اس پروگرام کو منعقد کرنے میں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی تشریف لاتے رہیں گے اور ہمیں اپنے زرّیں خیالات سے نوازیں گے اور ہماری رہنمائی کریں گے۔

بڑی نوازش

Seerat Conference 2009

17 March 2009

Speech by Guest of Honour

Mr. Shahzado Shaikh

Start with the name of Allah who is beneficent and merciful.

Honourable, very worthy Chief guest, honourable Principal Sahib, Mahessar Sahib, honourable member of the faculty, the management, and my very, very dear students.

It is always really a matter of great honour and also an occasion for my learning to come to this place of learning, and always happy to find that besides academic activities lot of intellectual activities and other extra curricular activities are also going on and I also take it as an opportunity to learn rather than give you any new thing or any new information. You already know more than me, than I can speak on the subject particularly on this subject. I feel very small that I have no, nothing any new to offer. I must also congratulate the honourable principal and the faculty for maintaining the standard which is very evident, copious, obvious in the speeches, in Na'ats and in every thing which was presented today and it is very heartening to see this institution is flourishing under the able guidance of leadership of the

Principal and support of the faculty and the management. This time, I have an other reason also to be happy that it provided me an opportunity to learn from Shakir Sahib and I am very happy that although I have had the honour of meeting with him on different occasions and meetings but today, I got a feeling that I infact, missed a lot of opportunity to learn from him. Now if we come to the topic, I would like to say few words about some thing on which we have been usually ignoring the greatest miracle of the Prophet Himself. People used to ask the Prophet of various miracles but he said that greatest of the miracle which was given to him is the Quran that I will not take about the Quran itself. I would like to take the greatest miracle of the Prophet himself. Quran was the greatest miracle given to him. He always tried to tell the people that it is not the miracle what matters it is the guidance which is come to you most important but still the illiterate people, they used to ask about the miracle that what the miracle is. Usually we feel, we think that any thing which is beyond our comprehension which we can not understand in physical terms, which can't be explained under the known physical laws which we understand, we take it as a miracle as if the sun rises every day that they feel that is not a miracle that sun does not rise that they would feel that is a miracle and if the sun rising every day at the given point at the given time at setting at the given time, at the given place, all the stars, all the galaxies and all the planets and every thing is working on harmony. They feel that it is not a miracle. Now, when having all said all these things, as I said that I would like to make it few submissions about the greatest miracle of the Prophet himself as a man, as a human being, as the leader of a man. Quran is

the greatest miracle from God to him. Now, the reception of the Quran, receiving the Quran, receiving the *Wahee* is not a miracle of the Prophet. It was given to him, therefore, Quran is not his miracle, receiving the *Wahee* is not his miracle. It is the blessing of God, the bestowment of God, favour of God that he selected him and gave him this miracle. So what is the miracle of Prophet himself? So what is the miracle of Prophet himself. The greatest miracle of all the miracles of all the Prophets and even the Prophet of himself is the greatest, miracle. Now, about Quran, it is said that if, was revealed to any thing in the universe, including the mighty mountains that would shiver, they would shatter. Now the greatest miracle of Prophet is not only the reception of Quran but understanding the Quran and implementing it in his life. The model which he has presented that entire model is itself a miracle in human life. The Quran the implementation of the Quran do you think, it is so easy. Even today, I ask you a question, and also myself, I would like to relate these miracles to the present situations, to present conditions, the prevailing condoling to the physical conditions to that time, even today all the economists of the world and particularly the economist of Muslims would and those people who claim that they know Quran and all people who claim that they know economics what is the solution and have they been able to solve it. They have only predicted the depression. They are only predicting the doom that there is a recession and you can not go. It will continue for some time. In this recession, after fifteen hundreds years of the revelation of Quran and when there is so many scholars and so much literature available. No body has yet claimed that he is going to give an answer to recession in

economic to reply any solution to the economic recession in world. So at that time fifteen hundred years back. There wasn't any economist like to day. We have like IMF and like world Bank in that situation miracle of Quran comes and the person to whom it is revealed, he understands and thinks over and he said that I think over the *Aayats* which are revealed to me for months together and then he gives the solution from the Quran what were the conditions at that time there was unemployment like to day, conditions of recession. People had no purchasing power that is one of the symptoms of recession. People used to produce in Makkah and as you very well know.

They used to sell their goods either to Syria or to Yamen and that is also mentioned in many Surah's also. So in those conditions of recession people had no purchasing power. There was unemployment, and there was as of today, sub prime banking mortage failure the basic condition, basic reason for triggering the reaction of in the world to day is the failure of the mortage in the west and America particularly sub prime mortage, what is that people had every thing in fail in west every things including washing machine the entire house the all mortage, in Makkah at that time, learning a side of few feudal lords, at time the population as a whole they mar-gagged they were under *Riba*, the highest rate, doubling, tripling of the profit was through the system of interest. Now in this world, after fifteen hundreds years. We find that what solution is offered in recession by the modern world. They say that George Bush gave a package of eight hundred billions dollars. He pumped money into the market Obama has sanctioned additional, more than seven hundred billion dollars. He has pumped money into the

market to raise the purchasing power of the people and what about (*Riba*) interest. Japan has done away with the profit has done away the interest. Japan has reduced the rate of interest to zero. What is interesting economy of zero percent economy to interest rate means, no interest. Japan had reduced the bank rate to zero. And you can verify on internet. America, UK has reduced the interest rate to almost three less than three percent and America is continuously reducing the rate of interest and it has come down much below even three.

Even last week, they reduced by point decimal to 5 points. Now at that time, Islam said, and Quran said that the solution of economic recession which was prevailing in Makkah was No. 1, do away with *Riba*. They abolished *Riba* that is the interest rate reduced zero (2) they pumped money into the market, what is the Zakat. People usually raise a question that if I get 2 ½ percent from my pocket how it is going to increase the wealth because it is meaning of Zakat one of them says that if it increases. It does not increase my wealth. It reduces my wealth, if I get 2.5% but how does it increase. The modern economists say that the any expenditure on consumption the constituting expenditure Zakat is the consumption expenditure between you give Zakat to a person who is *Miskeen* who can not with hold it. He cannot go to deposit it the bank in his account. He has such a need to individually go to by bread. He goes to buy medicine. He goes to buy cloth. Now such consumptive expenditure has an incident expenditure in economic term to say has an incidents expenditure which is nine time more than amount that is which we spent that is if you spent

one thousand rupees. And that is group to be consumption expenditure this one 1000 will have effect on 9000 in the economy. Now understanding the economist said that at that time Quran revealed the ayat pumps money into the market, give it to the poor people reduced the rate of interest and faced the situation of reaction so do not you think that is the miracle of the Prophet my submission is that let us try to understand the Prophet, his Sunnah and solve the current issue and the problems of *Ummah* and the entire country infact the world over the humanity the problems. We must address all their issues. In the light of model which Prophet himself presented in the light of Quran. So the life of Prophet, his Suna himself in his own miracle under the miracle of Quran which was given to him that is infact the point which I want to emphasize. Now, how is possible why infact the Quran was of law cause at that time there were all sources of religion are available at that time. Even concept of God was their. In Christianity, in to Judaism even all the *Kafir* of Makkah they believed in God. Quran says that whenever they asked who has created the sun, who has created the universe they say Allah so what was the reason that Quran came what was the reason Islam came, what was the reason that prophets came, what was the reason that prophet came now, the problem was that while accepting Allah, they were not ready to give up other idols that was the problem when prophet (pbuh) invited the *Sardaran* the chiefs of the tribes and he told them that if you adopted the formula of *La Illah Illullah* you will get the kingship, you will get power, you will get sovereignty of the world. They will not be able to understand what does that mean

now if this the entire population was not able to understand is intended to miracle. This formula comes, prophet understands it. It was a favour by God. No doubt and he translated formula into practice puts this formula into practice. There was less dispute on *Illalullah* that they said we agree La *Illullah* but that problem was on other *Tawood* there is no other idols. Now in such situation, you present a model the prophet comes to present model and we find that in his presentation he is not betrayed one of the evidence of the strongest character of the prophet is the during entire life he was never betrayed by the closed companion. I am not talking of the general people in that era but the closest, the closer companion never betrayed him, how it is possible it was only possible only when their was a harmony between the understanding of the revolution and its practice. There was no contradiction. Today, we find that there are two most important causes that people split with the leadership they turn against him. They betrayed him the form their own parties. They run away from them there are basically two the basic reasons among all the most important reason when they find there is contradiction in the personality that his practice in his contradiction with his theory with his philosophy and then when there is clash of interest they part away but in the entire life of the prophet we find that no body betrayed him that is the evidence again a miracle of his life that is, in entire life no body betraying that means at no point of time in his life which is a miracle that there is no contradiction in his world and his practice.

Quran revealing taking time was 23 years but that at no time we find any contradiction in presentation of Quran by prophet it is a great

miracle. I get the lesson today's morning in the school. When I came back to the home I discussed with my parents with my friends I make a contradiction on what I have understood and lesson in the morning. But the prophet after 23 years never made a single contradiction it is a great miracle that the presented the divine miracle in the practical, physical life of the world. Now it was possible it is a very much in the given philosophy of Islam (*Salam*) it creates harmony between individual and society that is Islam and it creates harmony between the spiritual aspect to the person and the physical aspect of the universe that is Islam. Now creating this harmony you consider every body if considers his own behaviour his own mind his own practice how difficult it is to harmonize. He created that harmony and created the model of Islam based on harmony that comes through *Wahdaniyat*. I come back to the question that they were ready to accept *Illalah* but they were not ready to accept *La Illah* and that is the biggest demand the greatest demand of unity "*Wahdaniyat*", unity of God.

Now science is coming to explain this now after so many years in the Vatican meeting scientists of the world were invited. When they presented the theory, now the scientists accepted four fundamental forces of the universe. The Pope agreed that 'yes' this being closer to the unity in the physical world also now are working now on Guts theory, the grand unification theory. Now in physical term in scientific term which things now going to be proved scientifically that was presented at that time it was difficult for the people understand in the concept of *Wahdaniyat* the greatest problem for those Kafir and Mushrikeen

was the acceptance not only of the *Wahdaniyat* of *Awaliyat* but the *Wahdaniyat of Awaliyat* and *Abubiyat* combination of both. They were ready to accept to greatest stand of *Abubiyat* but they were not ready to give up *Sardaran.* It was not only the Lords feudal laws was the problem for the prophet who thought that he is challenging his authority but telling the people only the God not *Taood* but the people out of their own ignorance. They were not ready to give up the *Taood.* There was the multiplicity of the problems in that situation he presented a model of his physical term in his life and practical terms in his life. Now as in the beginning submitted I would like to co-relate with the present situation people. Nowadays in the West, some people not all usually bring in the struggle particularly in the struggle accepted of the prophet (pbuh) and criticize it in some ways. Their effort of battles of the prophet that he fought so many battles now if we analyze to tell entire struggle totally during his struggle of eight years in Madina that is the period we find that in short period of eight years more than three lac squire kilometers came under the flag of Islam at what sort let us see that so many battles fought "yes". So much area came under the flag of Islam at what sort "yes". He had such great respect for the human blood that is all these battles in all these conquest the battles planned as such a way that there was most minimum loss of life that was corner some of planning of the all battles total human life lost in those battles in all those battles was only 248 Muslims and non-Muslims both fighting in the active battlefield. I am talking of the active battlefield only 248 look at the philosophy of his vision wisdom and respect for the human blood.

I'll not go into details of such battle between we are waiting infact to listen to more precious thing from the learned chief guest now in the most modern terminology we usually use the words CBO, NGO community based on the organization as nowadays as the corner stone of particularly approach to community development and participating approach to the community uplift and welfare activities. First CBO, the first community best organization was formed the prophet (pbuh) particularly approach in the clan of Uqba at that time *Al-San Kharzij* causing from the Madina and the forms a society, twelve people then increased next year to seventy people even ladies were admitted in that CBO community based organization have been their own leadership having their own step holder the terminology which we are losing today. The some of the western scholars have their four rightly observed that even today we find that the most modern leader. The most modern leader standing only between dark ages and the new ages, the age of the light prophet (pbuh) as the world is waiting for him and he brought light to the dark ages. I think this I may conclude here although I reminded by the precious word one of my dear students that it is not enough even if all of us said all human *Salat* and *Tasleem* on the prophet (pbuh) I think that is not enough. So with this feeling I apologize for not been able to convey anything which may be upto your standard but I would like to learn, listen to the honourable chief guest.

Thank you very much.

کیڈٹ کالج لاڑکانہ میں منعقدہ سیرت کانفرنس کے موقع پر

جناب عبدالجبار شاکر کا خطبۂ صدارت

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین، نحمدہٗ و نصلّی علی رسول الکریم والعاقبۃ للمتقین۔

واجب الاحترام جناب پرنسپل کیڈٹ کالج لاڑکانہ پروفیسر محمد یوسف شیخ صاحب، واجب التعظیم جناب شہزادو شیخ، جناب گدا حسین مہیسر، فیکلٹی اساتذہ، سامعینِ مکرم اور میرے عزیز کیڈٹس السلام علیکم!

یہ لمحات میرے لیے ایک سعادت کی حیثیت رکھتے ہیں، جس میں، میں آج شرکت کر رہا ہوں۔ یہ ایک ذمہ داری کا تقاضا بھی کرتے ہیں۔ اسی تہذیب کی سرزمین میں جہاں سن چرانوے ہجری میں محمد بن قاسم کی صورت میں پہلا کیڈٹ داخل ہوا۔ جہاں پاکستان کا طویل ترین دریا سندھ گذرتا ہے، جس کے پہلو میں ہزاروں برس قدیم تہذیب کی حامل سرزمین موجود ہے۔

گذشتہ تاریخ کے جھروکے کے اندر اور جس کی آغوش میں اس مملکت عزیز کا یہ مثالی ادارہ، مثالی تعلیمی روایات کے ساتھ، نہ صرف معلومات بلکہ علوم و فنون اور تعلیم کا اصل مقصود، میری مملکت کی نسل نو کو منتقل کر رہا ہے، بلکہ اس معیاری مثالی ادارے میں شخصیت سازی کا کام نقطۂ کمال کو پیش کر رہا ہے۔ اس ادارے میں، میں نے نظم و نسق کا شعور اور احساس ذمہ داری بھی دیکھا۔ آپ

کے طلبہ کے اندر آداب و اطوار mannerism اور sense of etiquettes ملاحظہ کی ہیں، جس کے لیے میں آپ سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مگر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ اس گلِ کوزہ میں، اس صنعت کی تعمیر میں وہ ماہرانہ ہاتھ، وہ ذمہ دارانہ شعور جو اس تربیت کو، نسل نو کو، منتقل کر رہے ہیں وہ ذمہ دارانہ قیادت پرنسپل جناب شیخ محمد یوسف اور فیکلٹی میمبرز، جن میں چند ایک کو تو مجھے اس فنکشن کے اندر دیکھنے کا موقع ملا ہے، سب مبارکباد کے مستحق ہیں یہ سب جس طرح اس عمارت کے بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہیں، اس میں مجھے Unification of thought and action نظر آیا۔ یہ اسی کا کرشمہ اور اعجاز ہے۔ یہ مادر علمی اپنی حیات کی سترہ منزلیں طے کر چکا ہے۔ محمد بن قاسم بھی ایک کیڈٹ کی صورت میں سترہ برس کی عمر میں اس سرزمین پاک میں داخل ہوا تھا۔ کسی بھی مملکت کی زمین، دریا، سمندر، میدان، فصلیں، معدنی و سائل، قدرتی ذرائع اس کے درخشان مستقبل کی ضمانت نہیں ہو سکتے، اگر اس کے روشن مستقبل کی ضمانت کوئی فراہم کر سکتا ہے، تو وہ نسل نو ہے جو اس کے تعلیمی اداروں میں پرورش پا رہی ہے۔ آپ جیسے کیڈٹس اور طلبہ کو دیکھ کر میں اعتماد کے ساتھ اس خطے اور ادارے کے روشن مستقبل کی گواہی دیتا ہوں۔ ہم جیسے لوگ جو کچھ عرصے کے بعد Here-after میں منتقل ہونگے، انہیں اب کوئی پریشانی نہ ہوگی، کیونکہ آپ جیسے شاہین صفت کیڈٹس میں متنوع اور Versatile خصوصیات نظر آئیں۔ ان تقریبات میں Essay writing competition کا ایک حصہ مجھے دیکھنے کا موقع نہ ملا۔ جن بچوں کے نطق کا اعجاز رواں دواں دیکھا، جنھوں نے عقیدت کے پھول، خیالات کے جھرنے، لفظوں کی آبشاریں، یادداشتوں کے زمزمے بکھیرے ہیں، اس کے لیے یہ بچے خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔

Quiz Competition میں بعض سوالات کی نوعیت بڑی تکنیکی تھی، جس

کا مجھے احساس ہے۔ مجھے پبلک سروس کمیشن میں بھی جانے کا موقع ملا۔ وہاں آنے والے لوگ میری ہی مملکت کے لوگ تھے۔ اس مملکت میں معیار کے چند نمونے جو آپ کی ذہنی تربیت، وسعتِ مطالعہ اور معلومات، نظامِ تعلیم میں روشن مستقبل کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ پھر میں نے حفظِ حدیث کا Unique Competition دیکھا۔ میں نے محسوس کیا کہ دوسری صدی ہجری میں حفاظِ حدیث کی تاریخ ہمارے سامنے موجود ہے۔ قرآنِ پاک کے بعد حدیث کی سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری ہے، جس کے مؤلف محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہیں، جن کی قبر ازبکستان کے شہر سمرقند سے گیارہ کلومیٹر دور خرتنگ میں ہے، مجھے وہاں جانے کا موقع ملا ہے، جسے پانچ لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ جس شخص کو دو لاکھ احادیث زبانی یاد ہوں، اسے محدثین کی زبان میں "امیر المومنین فی الحدیث" کہا جاتا ہے۔ تاریخ حدیث میں صرف ڈیڑھ لاکھ صحابہ ایسے ہیں، جنہیں اتنی احادیث یاد تھیں۔ حالانکہ تاریخ میں تو بعض اصحاب کے ساتھ دو اور تین لاکھ احادیث منسوب ہیں۔ اس وقت صرف پندرہ سو اٹھاسی افراد نے احادیث منتقل کی ہیں۔ ان میں صحاحِ ستہ، متفرقات، معاجم اور مثانی کی کل تعداد چون ہزار سے زائد نہیں۔ کثرتِ روایات کی بنا پر ایک روایت کو پانچ، دس افراد بیان کرتے ہیں لیکن ان کا متن ایک ہی ہوتا ہے، لہٰذا کثرتِ روایات Text اور Textual Phrase میں ان کی تعداد پندرہ سو اٹھاسی سے زیادہ نہیں ہے۔

اسپرنگر (Springer) نے جو کہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے Head تھے، وہ احادیث کے فن پر کتاب "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ "مسلمان بھی عجیب قوم ہیں کہ جنہوں نے اپنے ایک پیغمبر کے علم کو محفوظ کرنے کے لیے پانچ لاکھ افراد کی سوانح اور ان کے وقائع کو بھی محفوظ کرلیا۔ یہ وہ علم ہے جسے جرح و التعدیل اور علل الحدیث اور ان افراد کو اسماء الرجال کہا جاتا ہے۔

سپرنگر Historiography میں کہتے ہیں کہ "تاریخ علم حدیث میں، جن اجزا، جن عناصر اور لوازم سے یہ علم ماخوذ ہے، اس میں حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا۔" یہ ایک حیرت انگیز علم ہے جسے اس ادارے کیڈٹ کالج لاڑکانہ میں علمی اور درخشاں روایت کے طور پر ذہنوں کے اندر محفوظ رکھا گیا ہے، جس کے لیے میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

نعت خوانی کا مقابلہ بھی خوب رہا، جس میں دل کے عجیب تار چھڑ جاتے ہیں، عقیدت کے شگوفے، دلوں کے اندر جذب کی کیفیت موجزن ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات سماعتیں آنسوؤں کا خراج وصول کرتی ہیں۔ پورا قرآن نعت نہیں تو اور کیا ہے! یہ پورا قرآن جو بائیس سال چھ مہینے اور تیئیس دنوں میں مکمل ہوا۔ یہ قرآن مکہ و مدینہ کی گلیوں، وادیٔ شعب ابی طالب اور غزوات میں محفوظ کیا گیا۔ جسے پچاس کاتب تحریر کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ "کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا، جو کچھ قرآن میں ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ ہیں"۔

شاعری عرب کی گھٹّی میں پڑی ہوئی تھی، جس طرح سندھ کی سرزمین میں روحانیت اور معرفت موجود ہے۔ یہاں عارفانہ مزاج موجود تھا۔

ایک مرتبہ عبدالمطلب نے کہا کہ "میری زندگی میں میرا مرثیہ لکھو"، جس پر اس کی چھ کی چھ بیٹیوں نے مرثیے لکھ ڈالے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعری خراج پیش کیا ہے۔ عہدِ رسالت مآب میں تو تین سو شاعرات ایسی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت گوئی کی ہے اور ان کی ذاتِ اقدس کو منظوم شکل میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ اس وقت پچاس ہزار سے زائد نعت گوئی کے تذکرے سو سے زائد زبانوں میں موجود ہیں۔

برِ صغیر میں تو اردو زبان میں چار سو سے زائد غیر مسلم شعرا ایسے ہیں، جن کا تعلق ہندو، سکھ اور پارسی مذاہب سے ہے، جنھوں نے نعت گوئی کی ہے اور عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ 'بلغ العُلیٰ' کتاب میں سو سے زائد کتابوں کا حوالہ موجود ہے۔ شاعری کی کوئی بھی صنف ایسی نہیں ہے جس میں نعت گوئی نہ کی گئی ہو۔ اس میں قطعات، غزل، قصیدے، رباعی، مثنوی، ترکیب بند اور ترجیع بند یعنی تمام اصنافِ شاعری آجاتے ہیں جن میں حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔

خطاطی کے نمونے بھی میں نے دیکھے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں خطِ نبطی اور خطِ حمیَری مروج تھے، پھر تزئینی خط کوفی میں بدلا۔ عباسی دورِ خلافت میں ابنِ مقلہ (م ۳۲۸ھ)، جس کے ہاتھ کاٹ دیے گئے تھے، اُس نے چھ خط ایجاد کیے تھے جس میں، خط نسخ، خطِ ریحان، خطِ رقاع، خط ثلث اور خطِ توقیع شامل تھے۔ ان خطوں کو جو نو آموز ننھے ہاتھ مشق کر رہے ہیں، ان میں سے کوئی عظیم فنکار بر آمد ہو سکتا ہے۔ مجھے بے انتہا مسرت ہوئی کہ بچوں کی تربیت اس انداز میں بھی کی جا رہی ہے۔

اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت کو الجھن ہوئی کہ حضور ﷺ سے ملنے کے لیے بیرونی دنیا سے روزانہ مختلف وفود آتے ہیں، جس میں حضور ﷺ کو بار بار زحمت اٹھانا پڑتی ہے، وہ عورت حضور ﷺ کے پاس آئی، اپنے نو دس سال کے بچے کو انگلی سے پکڑا اور حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔

اس عورت نے کہا کہ "حضور میرا بیٹا لکھنا پڑھنا بھی جانتا ہے"۔ وہ بچہ انس بن مالکؓ تھا، جن سے ہزاروں روایات منسوب ہیں۔ وہ بچہ جو کچھ دیکھتا، حضور ﷺ کو اٹھتے بیٹھتے، کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے تمام باتیں نوٹ کرتا جاتا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے پوچھا کہ "بیٹا کیا لکھتے ہو؟"۔ انہوں نے تمام باتیں

بتادیں۔ حضور ﷺ نے کہا کہ "تم بچے ہو، جو کچھ لکھتے ہو۔ مجھے دکھادیا کرو تاکہ تصحیح بھی ہوتی رہے"۔

تاریخ میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کی خاموشی تک محفوظ کی گئی ہو اور وہ بھی قانون کا درجہ رکھتی ہو۔ حضور سرکار دو عالم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقاریر سب محفوظ کی گئیں۔ یہ سیرت تمام کی تمام Documented سیرت ہے۔

مسجدِ نبوی میں علم نہ صرف پڑھایا جاتا تھا بلکہ وہ تو GHQ بھی تھا، جس میں تمام جنگوں کی منصوبہ بندی بھی کی گئی۔ حضور ﷺ کی زندگی میں اٹھائیس غزوات اور چوّن سرایا لڑے گئے جن میں کفار کے چھ ہزار پانچ سو چونسٹھ لوگ قیدی بنائے گئے۔ ان میں سے چھ ہزار تین سو پینتالیس رہا ہوئے۔ ان تمام جنگوں میں صرف دو قیدی قتل ہوئے۔ جن میں عقبہ اور کعب بن اشرف شامل تھے جو سنگین جرائم میں ملوّث تھے۔ مسلمانوں میں سے دو سو انسٹھ صحابہ شہید ہوئے۔ ان میں کفار کے ساتھ چودہ معاہدات طے کیے گئے۔ یہ ایک پر امن انقلاب تھا۔ آج انسانیت برق و بارود کے دہانے پر کھڑی ہے۔ انسان انسان کا دشمن بنا ہوا ہے اور قومیں ایک دوسرے کا استحصال کر رہی ہیں۔

مسلمانوں کا عقیدہ اگر ثقافت میں نہ ڈھل سکے تو وہ مر جاتا ہے۔ اگر ثقافت تہذیب میں نہ ڈھل سکے تو وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اگر تہذیب، تمدن میں نہ بدل جائے تو تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اگر تمدن ریاست میں نہ ڈھل جائے تو وہ ریاست مر جائے گی اور اگر ریاست ملت میں نہ بدل سکے تو وہ مٹ جاتی ہے۔

یہ ادارہ کیڈٹ کالج لاڑکانہ ثقافت آفرینی بھی مہیا کر رہا ہے اور نہ صرف معلومات کی ترسیل بلکہ صراطِ مستقیم بھی دکھا رہا ہے۔ ہر روز طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ معلومات کے نئے امکانات اور انکشافات رونما ہو رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت کو تحریر کیا گیا۔ انہوں نے اپنے عملی تواتر سے اپنے زمانے کے ڈیڑھ لاکھ افراد میں اقوال منتقل کیے۔ آج Jesus کا آرٹیکل

ملاحظہ کیجیے، جب مسیح علیہ السلام پر یہود کی عدالت میں مقدمہ چلایا جارہا تھا، اس میں صرف پچاس دنوں کی تفصیلات موجود ہیں۔ ہم نے بھی اپنی جوانی کے دنوں میں تھامس کارلائل کی "ہیرو اور ہیرو ورشپ" کئی مرتبہ پڑھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے جب لندن کے معروف ہال میں مختلف لیکچر دیے، جس میں مختلف پہلو زیر بحث آئے، ایک شاعر، ایک فاتح اور ایک پیغمبر کی حیثیت سے، مگر جب پیغمبروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آیا تو ہال کی پہلی قطار میں بیٹھے ہوئے افراد احتجاجاً باہر نکل گئے، پھر دوسری قطار اور یوں پورا ہال خالی ہو گیا، مگر کارلائل نے کہا کہ: "میں ہال کی دیواروں کو بھی یہ بات سمجھاؤں گا، روشندان سے آنے والی پہلی کرن کو بھی سمجھاؤں گا۔" حالانکہ ان لیکچروں میں کوئی مثبت بات نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انقلاب آفریں ثقافت کو پیدا کیا، منتشر لوگوں کو متحدہ معاشرے میں تبدیل کیا، قبائلی زندگی کو تہذیبی ہیئت عطا کی۔

اس طرح میں نے نئی پود کے نوجوانوں کی تقاریر سنیں، جن میں جوش اور ولولہ تھا۔ مجھے یاد ہے جب میں مشرقی پاکستان میں Debating Society کا میمبر تھا۔ ریسپشن کے دروازے پر ہاسٹل میں لگے قد آدم آئینے کے سامنے مختلف حرکات و سکنات سے تقاریر یاد کی جاتی تھیں۔ یہاں مستقبل کے بہترین مقرر پیدا کیے جارہے ہیں، ان کے یہ الفاظ کل دل کے دریچے پر ضرور اثر انداز ہوں گے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے بھی بہترین مقرر پیدا کیے جو فصاحت و بلاغت میں لاجواب تھے۔ جب وہ بولتے تھے تو پتہ چلتا کہ کس عظیم قوم کا فرد اس کی نمائندگی کر رہا ہے۔ فصاحت و بلاغت میں احمد شاہ پطرس بخاری اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا محمد علی جوہر کے لکھے 'کامریڈ' کے ایڈیٹوریل کو وائسرائے ہند پڑھے بغیر چائے کی چسکی نہ لیتا تھا۔ یہ سیرت ایک گلوبل میسج پیش کر رہی ہے۔ سیرت کا پڑھنا بھی سعادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں بنیادی حقوق کا چارٹر پیش کیا تھا۔ ۱۲۱۵ء میں جو میگنا کارٹا پیش کیا گیا تھا وہ تو کنگ جان اور جاگیرداروں کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔ اسی طرح بل آف رائٹس جو ۱۷۹۱ء

میں پیش کیا گیا تھا، اس میں بھی چند حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔ انقلابِ فرانس میں کتنے حقوق پیش کیے گئے؟

میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں حافظ عبدالوہاب منگریو کو جنہوں نے اردو، سندھی اور انگریزی تینوں زبانوں میں خطبہ حجۃ الوداع کو مرتب کیا ہے۔ میں آپ سب کو اس کی دعوتِ مطالعہ دیتا ہوں کہ اس کو پڑھیں اور عمل کریں۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے، جس کے لیے ریلیاں نہیں نکالی گئیں اور نہ ہی کوئی جلسہ کیا گیا۔ یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطا کردہ قوانین ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی گورے کو کسی کالے پر، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں، صرف تقویٰ ہی فضیلت کا باعث ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی چچازاد بہن زینبؓ بنتِ جحش کی شادی ایک غلام سے طے کی۔ دور جاہلیت کے تمام قتل معاف کئے اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں ربیعہ بن حارث کا قتل معاف کیا۔ انہوں نے دورِ جاہلیت کے تمام سود ساقط کردیے اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سود معاف کردیا۔ حضور ﷺ نے ان حقوق کا اعلان نہیں کیا، بلکہ اس کی عملی صورت بھی پیش کی۔ حضور کی سیرت زندہ، متحرک اور فعال ہے۔

اس وقت تاریخ کا سب سے بڑا چیلنج معاشیات کا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ "الاقتصاد نصف المعیشة، میانہ روی آدھی معیشت ہے" اگر فرد میانہ روی اختیار کرے تو اس کا نصف مسئلہ حل ہو جاتا ہے، اگر قوم میانہ روی اختیار کرتی ہے تو قوم، ریاست اور خاندان کا آدھا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: "البداوۃ من الایمان۔ سادگی ایمان ہے" یعنی کسی شخص کو دیکھنا ہو کہ وہ ایمان کی کس کیفیت میں ہے، تو یہ دیکھیں کہ سادگی اور وقار میں کیسا ہے، اور فرمایا "ان اللہ لایحب المسرفین۔ اسراف کرنے والوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔"

Gibbon نے Fall and decline of Roman empire میں لکھا ہے کہ "رومن کلوزیم (اکھاڑوں) میں بھوکے اور مفلوک الحال انسانوں کو درندوں (شیروں) کے سامنے پھینک دیا جاتا تھا اور رومن شہزادے لوگوں کے

پیٹ چیر کر نیچرل ہیٹنگ کا کام لیتے تھے۔"

آپ نوجوان ہیں، کبھی کبھار دنیا کے گلوب کو بھی دیکھ لیا کریں۔ اس میں قطبِ شمالی، قطبِ جنوبی اور خطِ استوا کے آرپار جو قومیں آباد ہیں، وہاں مستقبل کی تہذیب پر قبضے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ قوموں کی Demography کو ضرور دیکھ لیا کریں۔ ملائشیا سے موراکو تک ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے پاس نوجوان نسل موجود ہے، جبکہ یورپ کے پاس سب سے کم نوجوان ہیں۔ مغرب کے پاس بوڑھی قومیں ہیں اور سب سے محدود طبقہ نوجوانوں کا ہے۔ فطرت اور مشیّت مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ ایک ویکیوم پیدا ہو رہا ہے۔ مستقبل مسلمانوں کا ہے۔

آدمیت، احترامِ آدمی
باخبر شوز احترامِ آدمی

اسلام تو محبت، امن، اخوت کا پیغام دیتا ہے۔ روم کا صہیب ہو یا فارس کا سلمان ہو، یا شام کا تمیم داری، سب ایک آفاقی تہذیب کے عکاس تھے۔ پیغمبر اسلام نے تو ان بگڑے، بکھرے منتشر انسانوں کو، درندوں کے قالب میں ڈھلے انسانوں کو بہترین انسان بنا دیا۔ حضور ﷺ نے جو ۱۴۳۰ برس قبل پیغام دیا تھا، وہی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آیئے اسی قوتِ عمل، جذبِ عشق اور رشکِ معرفت کے ساتھ آگے بڑھیں۔ میں اس کعبۂ تہذیب کی سرزمین، وادی سندھ کے کنارے، صدیوں اور ہزاروں برس قدیم سرزمین، مرکزِ عمل اور تہذیب میں بلایا گیا۔ اس عزت افزائی کا بہت بہت شکریہ۔

نہ جانے آپ نے مجھ سے کیا حاصل کیا۔ میں آپ کے جذبۂ جواں کو یہاں سے بطور سوغات لیکر منتقل ہو رہا ہوں۔

بہت بہت شکریہ۔۔۔

سیرت کانفرنس۔ ۱۷ مارچ ۲۰۰۹ء
کیڈٹ کالج لاڑکانہ۔ دوسری نشست
(سوال و جواب)

سائلین: کیڈٹس اور اکیڈمک اسٹاف

مجیب: پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاکر اور جناب شہزادو شیخ

سوال: ہم آخری امت کیوں ہیں؟ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری رسول کیوں ہیں؟

جواب: پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاکر

بہت خوبصورت سوال ہے۔ تاریخ میں انسان سے پہلے بھی یہ کائنات موجود تھی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کائنات کا پہلا انسان، اس کائنات کا پہلا نبی بھی ہے۔ جس کے ایک معنی یہ بھی مرتب ہوتے ہیں کہ انسانیت کا اور نبوت کا آغاز ایک ساتھ ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اور باقی جو بھی اسکرپچرز (Scriptures۔ الہامی کُتب) ہیں اُن میں بعض دفعہ ایک ہی فرد کو امت بھی قرار دیا گیا ہے۔ خود سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن نے ایک امت قرار دیا ہے۔ معنٰی یہ ہیں کہ وہ شخص جو کسی کے لیے کام کرتا ہے اعلیٰ تر نصب العین کے لیے، جو نصب العین زمینی عجائب کے بجائے روحانی اور آسمانی عزائم کا حامل ہو گویا ایک امت کے مقاصد کو پیش کر رہا ہے۔

تاریخ میں بہت سارا سفر انبیاء علیہم السلام کا جاری رہا۔ یہ بہت طویل بحث ہے کہ خود نبوت کا انسٹیٹیوشن (Institution) کیا ہے؟ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ قرآن مجید میں چھوٹی سی دو آیتیں ہیں۔ جس سے دو سوال خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور اس میں اصل میں اس پوری کائنات کی تدریج بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الاعلیٰ میں بیان ہوا ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۲۔۳) پہلی چیز یہ بیان کی گئی ہے کہ ہر چیز جو مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے۔ قرآن مجید میں صرف پانچ سو آیتیں ایسی ہیں جن میں Dos and Dont's (اوامر و نواہی) کا ذکر ہے۔ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو۔ جس کو احکام بھی کہتے ہیں۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی چھ ہزار سے زیادہ آیتیں کیا ہیں؟ یہ ساری آیتیں وہ ہیں جو کریئشن (Creation) اور کریئٹر (Creator) کے تعلق کو قائم کرتی ہیں۔ جس میں توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ اِس کائنات کو کس طرح دیکھیں؟ اگر کائنات میں اِس کے خالق ایک سے زیادہ ہوتے تو ایک تصادم کی، ایک تخالف کی اور کنٹراڈکشن (Contradiction) کی کیفیت موجود رہتی اور یہ کائنات ایک لمحے کے لیے بھی کبھی آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ دوسرا لفظ بہت اہم ہے۔ "اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی" "فَسَوّٰی" کے معنی ہوتے ہیں "تَسَوّٰی" کے "تَسَوّٰی" عربی زبان میں اُس کیفیت کو کہتے ہیں کہ جس چیز کو جہاں ہونا چاہیے، جیسا ہونا چاہیے، جس حجم میں ہونا چاہیے، جس مقدار میں ہونا چاہیے، جن کیفیات میں ہونا چاہیے وہ چیز وہاں، اُسی حجم میں، اُسی مقدار میں، اُسی کیفیت میں ہو۔ اور قرآن نے اس کو سینکڑوں جگہ ایک آبزرویشن (Observation) کے لیے بھی پیش کیا ہے کہ تم دیکھو کہ اس کائنات کا تَسَوّٰی جو ہے وہ کس طرح سے تمہیں متوجہ کرتا ہے اور اس کائنات کا جو بیلنس (Balance) ہے، جو اِس کا توازن ہے، جو اس کے اندر منافع ہیں، جو اِس کی ایک پرافٹس پروڈیوس (Profits Produce) ہے وہ اس توازن کی وجہ سے ہے۔ تیسری چیز جو بڑی اہم ہے۔

"وَالَّذِیْ قَدَّرَ"۔ "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تقدیر متعین کر دی"۔ یہاں تقدیر کے معنی وہ نہیں ہیں جو ہم اپنے مولوی صاحب سے سنتے ہیں۔ یہاں تقدیر کے معنیٰ وہی ہیں جو انگریزی میں لفظ آربٹ (Orbit) کے ہیں۔ ہر چیز کا کائنات میں ایک مدار ہے جو نہ اُس سے بغاوت کر سکتی ہے نہ اُس کے اندر آسکتی ہے۔ چوتھی چیز "فَھَدٰی"۔ ہر چیز کو اُس کے مطابق ایک گائیڈنس (Guidance) دے دی گئی ہے۔ انسانوں کے علاوہ دنیا میں جتنی بھی مخلوقات ہیں، ان کی گائیڈنس (Guidance) انسٹنکٹو Instinctive ہے۔ جبلتی طور پر ہے۔ پرندے کسی فلائنگ کلب Flying club میں ایڈمیشن (Admission) نہیں لیتے، کہ وہاں پر فلائنگ کا پہلا کورس کریں، سیکنڈ کورس کریں اور پھر تھرڈ کورس کریں۔ مچھلیاں کبھی سوئیمنگ اکیڈمی میں جاکر داخلہ نہیں لیتی ہیں کہ وہ کس طرح پیرا کی کریں اسی طرح شہد کی مکھی بھی کبھی کسی سے نہیں پوچھتی کہ میں ھیگزاگون (Hexagon) یا اپنا بی ہاؤس Bee House کیسے بناؤں اور کس طرح بناؤں۔ جتنا آپ غور کرتے چلے جائیں گے، انسانوں کے علاوہ یا جنوں کے علاوہ جتنی مخلوقات ہیں ان کی گائیڈنس (Guidance) انسٹنکٹو (Instinctive) ہے، اُنکی مشیت اور فطرت میں چھپی ہوئی ہے۔ سورج کے اندر بھی، چاند کے اندر بھی، ہواؤں کے اندر بھی، بارشوں کے اندر بھی، گلیشئرز میں بھی، پہاڑوں میں بھی، زمین سے فصلوں کے اگنے میں بھی، ہر چیز میں ایک انسٹنکٹو گائیڈنس (Instinctive Guidance) ہے یا کسی اور نوعیت کی ہے۔ قرآن اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ انسان دوسری مخلوقات کی نسبت "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" ہے (سورۃ التین آیت۔۴) ہم نے انسانوں کو دوسری دنیا کی طرح پیدا نہیں کیا۔ اسے احسن تقویم پیدا کیا ہے۔ بیسٹ جیومیٹریکل ڈیزائن Best geometrical design کے اندر، بیسٹ انسٹنکٹس Best Instincts کے ساتھ اس کو پیدا کیا ہے۔ اس کا جو انسٹنکٹو (Instinctive) وجود ہے وہ سبلی

مائیزڈ Sublimized ہے۔ اس کے اندر بڑی ارفعیت ہے۔ بڑا اعلیٰ پن ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رویلڈ اسکرپچرز (Revealed Scriptures) بھیجے ہیں۔ جن سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانی کتابوں میں سے تین سو پندرہ رویلڈ اسکرپچرز Revealed scriptures انسانیت کے لیے آئے۔ جن میں سے چار تو مستقل بڑی بڑی کتابیں تھیں باقی چھوٹے چھوٹے صحیفے اور اسکرپچرز (Scriptures) تھے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا سب سے بڑا ماسٹر پیس (Masterpiece) قرار دیا ہے۔ اقبال کے ہاں ایک نظم ہے۔ "مکالمہ مابین انسان و خدا" بڑی عجیب نظم ہے۔ فارسی میں ہے۔ اس کو ضرور پڑھیے۔ یہ ایک ڈائلاگ (Dialogue) ہے۔ مکالمہ ہے انسان اور خدا کے درمیان۔ اقبال نے کریئیٹ (Create) کیا ہے۔ انسان خدا سے کہتا ہے "تُو شب آفریدی چراغ آفریدم" تو نے تو صرف رات ہی پیدا کی تھی میں نے اس رات کو روشن کرنے کے لیے، اس کی الیمونشن (Illumination) کے لیے کئی چراغ پیدا کر دیے۔" انسان اور خدا اور کریئیشن (Creation) کی تکمیل کا ایک مرحلہ اس میں چلتا ہے۔ اب بتانا آپ کو یہ چاہتا ہوں کہ انسانوں میں سے کچھ برگزیدہ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا کہ وہ ماڈل (Model) بنیں۔ یہ ماڈل چلتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر پیغمبر ایک ماڈل تھا اپنی زمین کے لیے، اپنے قبیلے (Tribe) کے لیے۔ اپنے علاقے (Territory) کے لیے۔ انسانیت کا تہذیبی سفر جاری تھا۔ تہذیبوں کا سفر جاری رہا۔ چھٹی صدی عیسوی کا آخری اور ساتویں صدی عیسوی کا ابتدائی زمانہ ایسا تھا جہاں پر انسانی تہذیبیں ایک گلوبل لیول (Global Level) پر emerge کر رہی تھیں۔ اس موقعے پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور منشا جو پرانے اسکرپچرز (Scriptures) کے اندر بھی موجود تھی وہ پوری ہوئی۔ دو کتابیں اسی سلسلہ میں اہم ہیں جو پرانے اسکرپچرز (Scriptures) میں اس آخری پرافٹ ہوڈ (Last prophethood) یا اس

آخری نبوت کو پیش کرتی ہیں۔ ایک تو تین والیوم میں ہے۔ "محمد ﷺ ان ورلڈ اسکرپچرز (Muhammad in world scriptures) یہ بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ اس کے اندر وہ ساری تفصیلات ہیں۔ دوسری کتاب آج سے کوئی ۷۰ یا ۷۵ سال پہلے لکھی گئی۔ جس کا نام "البشریٰ" ہے۔ یہ عنایت رسول چریاکوٹی کی کتاب ہے۔ جس میں سابقہ کتابوں کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ کے لیے کہاں کہاں یہ بات آئی ہے کہ آخری نبوت اب آنے والی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک ماڈل کری ایٹ (Creat) کیا اس کے لیے اور اس کو اسوۂ حسنیٰ کہا۔ صرف ماڈل نہیں بلکہ ماڈل آف دی ایکسی لینس (Model of the excellence) کہا۔ اس لیے حضور ﷺ کی آخری نبوت کی پروفیسیز (prophesies) موجود تھیں۔ اُس کا وقت موجود تھا۔ اُس کی ضرورت موجود تھی اور اُس میں انسانیت کے تمام معاملات کی تکمیل کر دی گئی اور تکمیل دو طرح سے کی۔ کچھ احکام تو متعین دے دیے گئے اور کچھ احکام اجتہاد کے حوالے سے پیش کیے گئے۔

اسلام کا سب سے روشن پہلو اس کے اجتہاد کا پہلو ہے۔ اور یہ اجتہاد خود پیغمبر کی زندگی میں موجود تھا۔ اور اجتہاد بھی سورسز (Sources) پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ یہ کہیں کہ کیا ایک صحتمند آدمی کسی بیمار آدمی کو خون دے سکتا ہے۔ بلڈ ٹرانس فیوژن (Blood Transfusion) ہو سکتا ہے؟ اب آپ قرآن کو ڈھونڈیں گے۔ سنت کو بھی دیکھیں گے۔ تو یہ مسئلہ وہاں نہیں ہو گا۔ تو پھر ہم کیسے فیصلہ کریں۔ فیصلہ یوں کرینگے کہ اس کی بنیاد قرآن پر ہو۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ ایک آدمی کی زندگی کو بچانا ایسا ہے، جیسے "فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا" (سورہ المائدہ۔ ۳۲) "جیسے آپ نے پوری انسانیت کو بچالیا"۔ اب آپ یہ بتائیں کہ گروپ میچنگ (Group Matching) کے بعد، کسی صحتمند مند آدمی کا خون کسی بیمار آدمی کی زندگی ختم کرنے کے لیے ہوتا ہے یا اُسے بچانے کے لیے ہوتا ہے؟ آپ یقیناً کہیں گے کہ زندگی بچانے کے لیے۔ تو یہ اجتہاد ہے۔

اس طرح سے یہ چیزیں درست ہو جاتی ہیں۔ یہ اجتہاد کی قوت مسلمانوں کی زندگی کے اندر ہمیشہ سے رہی ہے۔ علامہ اقبال کی کتاب "ری کنسٹرکشن آف رلیجیس تھاٹس ان اسلام" (Reconstruction of Religious Thoughts in Islam) میں جو چھٹا خطبہ ہے۔ "دی پرنسپل آف موومینٹ ان دی اسٹرکچر آف اسلام" (The Principle of Movement in the Structure of Islam) یہ بڑا دلچسپ ہے۔ اس میں یہی اجتہاد ہے کہ قیامت تک انسانوں کو جتنے مسائل درپیش ہوں گے وہ اسٹیٹ (State) کے بھی ہوسکتے ہیں اور سوسائٹی (Society) کے بھی۔ انجنیئرنگ کے بھی ہوسکتے ہیں اور میڈیسن (Medicine) کے بھی۔ کوسمولوجی (Cosmology) کے بھی ہوسکتے ہیں اور انڈسٹری (Industry) کے بھی۔ یہ مسائل پیدا ہوں گے۔ اور یہ واحد آخری امت ہے اور اس واحد آخری امت کا آخری پیغمبر ہے۔ اس اعتبار سے انسانی عقل کا اور انسانی منطق کا یہ تقاضا تھا کہ اس امت کو آخری امت قرار دیا جاتا۔ اور اس امت کے نبی ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جاتا۔ اس لیے کہ اس نے وہ پرمننٹ (Permanent) راستہ بتایا کہ قیامت تک انسانوں کو جتنے مسائل درپیش ہوں گے اس کے حل کرنے کا اصول (Principle) کیا ہے؟ اور وہ پرنسپل قرآن میں بھی بتایا گیا اور سنت میں بھی بتایا گیا۔ اس لیے میں نے یہ تفصیلاً آپ کو جواب پیش کیا کیونکہ تین چار سوالات ایسے تھے جو اسی سے متعلق تھے کہ یہ امت اسی لیے آخری امت ہے کہ اس کے پاس کمپلیٹ کوڈ آف لائیف (Complete Code of Life) ہے۔ قرآن نے کہا: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (سورہ المائدہ۔۳) "ہم نے تمہارے کوڈ آف لائیف (Code of Life) کو بھی مکمل کیا۔ تعلیم کو بھی مکمل کر دیا اور اب اسلام تمہارے لیے پسند کر لیا۔" یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ دلیل بھی ہے کہ چودہ صدیوں

میں، ہر صدی کے اندر نئے سے نئے مسائل سامنے آئے، جیسے کنفلکٹ آف سائنس اور رلیجن (Conflict of Science and Religion)۔ صبح ایک صاحب نے اپنی گفتگو میں ڈریپر (Draper) کا نام لیا۔ جس کی کتاب کنفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ رلیجن (Conflict Between Science and Religion) ہے۔ ڈریپر (Draper) اگرچہ بہت پہلے کا آدمی ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے اس کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا "معرکۂ مذہب و سائنس" کے نام سے۔ نئے مسائل پیدا ہونگے۔ نئے مسائل کا پیدا ہونا فطرت کا تقاضا ہے۔ تہذیب کا تقاضا ہے۔ تمدن کی ضرورت ہے۔ اسلام نے وہ مستقل دائمی اصول ہمیں دے دیے کہ نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل کو قرآن کی روشنی میں آپ کیسے دور کرسکتے ہیں۔ وہ آدمی جو ان مسائل کو حل کرتا ہے اسے مجتہد کہتے ہیں۔ اقبال نے صرف اتنا اضافہ کیا جو آخری بات ہے کہ پہلے مجتہد انفرادی طور پر (Individually) بھی کام کرلیتا تھا۔ اقبال کہتے ہیں کہ نہیں اب کلکٹو (Collective) اجتہاد ہوگا۔ اور یہ کلیکٹو (Collective) اجتہاد پارلیمینٹ (Parliament) کے ذریعے ہوگا۔ جیسے کہ ترکی وغیرہ نے تجربات کیے۔ تو عزیزانِ من! میں معذرت خواہ ہوں کہ تین چار سوالات ایسے تھے کہ جس میں مجھے یہ بڑی تفصیل کے ساتھ ساری باتیں کہنا پڑیں۔ میں ان سوالات کے لیے آپ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کروں گا۔

سوال: انسان کو شیطان نے ورغلا کر جنت سے زمین پر گرادیا۔ شیطان کو کس نے ذلیل و خوار کیا؟ شیطان کے شیطان سے متعلق سوال ہے؟

جواب: شاکر صاحب:

پہلی بات تو یہ تصور کرلیجیے کہ اس دنیا کے اندر جو مختلف قسم کی کریئیشنس (Creations) ہیں وہ مختلف قسم کے میٹرس (Matters) سے بنی ہیں۔ شیطان تو شیطان نہیں تھا۔ عربی میں شیطان کہتے ہیں مایوس

مخلوق کو، جو ڈس اپوائنٹیڈ کریئشن (Dis-appointed Creation) ہے۔ ابلیس کا لفظ بھی رحمت سے دوری کی معنی میں ہے۔ اس کا اصل نام تو عزازیل ہے۔ جو اپنی عبادت کی وجہ سے، جو اپنی انٹل ایکچوئل لیول (Intellectual level) کی وجہ سے مخلوقات میں بہت معروف تھا۔ جس کو ہم شیطان کہتے ہیں وہ غیر معمولی قوت رکھنے والا شخص تھا۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں اس تصور کو بہت خوبصورتی اور تفصیل سے پیش کیا ہے بلکہ ایک نظم ہے "ابلیس کی مجلس شوریٰ" (Satan's Conference) بڑی دلچسپ ہے۔ اقبال نے اپنی زندگی کے آخری زمانے میں یہ نظم لکھی تھی۔ یہاں جو بات سمجھنے کی ہے کہ عزازیل کو یہ غلط فہمی تھی کہ انسان چونکہ مٹی سے پیدا ہوا ہے اور میں آگ سے پیدا ہوا ہوں، اور فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں لٰہذا مجھے ترجیح (Preference) حاصل ہے اس مخلوق پر۔ لیکن وہ یہ بات نہ جان سکا کہ انسان کا قالب تو بلاشبہ زمینی اجزا سے بنا ہے، لیکن اصل حقیقت اس کے اندر وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے اندر پھونکی جس کی وجہ سے آدم کو وہ فوقیت حاصل ہوگئی کہ اسے وہ تعظیمی سجدہ کیا گیا۔ دوسری بات انسان کو اس کائنات کے معلومات کے خزانوں میں سے صرف معلومات ہی نہیں دیں اس کے اندر انکشاف کا، اکتساب کا، استعجاب کا، کیوراسٹی آف نالیج (Curiosity of knowledge) کا ایک بہت بڑا عنصر بھی رکھا۔ اب شیطان کو اس بات کی جلن موجود تھی کہ مجھ سے کم تر مخلوق کو اتنا بڑا اعزاز کیوں دیا گیا۔ اس کے سامنے فرشتوں کو بھی سجدہ کرنے کے لیے، تعظیمی سجدہ کرنے کے لیے حکم دیا گیا اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ فطرت اس کشمکش کو خود بھی دیکھنا چاہتی تھی۔ یہ ایک ڈسائیسو میٹر (Decisive Matter) تھا قدرت کی طرف سے کہ انسانوں کو کسی امتحان سے گذارا جائے تاکہ اس کائنات کے اندر ایک سب سے بڑا منصب، نیابت الٰہی کا، خلافت ارضی کا، خلافتِ الٰہی کا انسان کو عطا کیا جائے۔

قرآن مجید میں ایک جگہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کو "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ" (سورۃ الاحزاب: ۷۲) آسمانوں کے سپرد کرنا چاہا، زمین کے سپرد کرنا چاہا، پہاڑوں کے سپرد کرنا چاہا، لیکن سب نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انسان نے اس کو اٹھایا۔ لیکن آگے کے لفظ بڑے عجیب ہیں۔ "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" (سورۃ الاحزاب: ۷۲) یہ انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل تھا۔" اس معنیٰ میں نہیں۔ اس لیے تھا کہ اسے پتا بھی تھا کہ اس کے تقاضے اور مطالبات کیا ہیں۔ کس لیول (Level) کی سیرت اور کریکٹر (Character) میرے اندر موجود ہونا چاہیے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس کائنات کا سارا حُسن اس کشمکش میں ہے جو شیطان اور انسان کے درمیان موجود ہے۔ اور یہ انسانوں کی قوتِ روحانی کو تازہ رکھنے، زندہ رکھنے، نشوونما دینے اور ترقی دینے کے لیے ضروری تھا۔ اگر یہ شیطانی فورسز انسان کی روحانی قوت کے مقابلے میں حائل نہ ہوتیں تو انسان میں جو تگ ودو کا عنصر ہے وہ ختم ہو جاتا۔

اس لیے شیطان نے دراصل انسان کو نہیں ورغلایا بلکہ اللہ کی مشیت اس بات کا تقاضا کرتی تھی کہ انسان کی عظمت اور اس کی شوکت کو واضح کرنے کے لیے اس کے سامنے وہ رکاوٹیں پیدا کی جائیں تاکہ وہ ان رکاوٹوں کو کیسے شکست دے سکتا ہے۔ انبیاء نے اس کو شکست دی۔ معرفت رکھنے والے صوفیاء اور مشائخ نے اس کو شکست دی۔ تو یہی انسان کا بڑا امتحان ہے۔ اب یہ چیلنج قیامت تک کے لیے موجود ہے۔ شیطان نے کہا: "لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ" (سورۃ الاعراف: ١٦) "میں اسے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں گا"۔ اقبال نے ایک عجیب بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ہی شیطان پیدا کیا تھا پھر یہ صد ہزار شیطان کہاں سے اور کیسے پیدا ہو گئے۔ خود انسانوں کے اندر ایک وشس سرکل (Vicious Circle) ہے جو وہ خود پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ایک مدت سے شیطان اب آرام کر رہا ہے، بڑی لمبی استراحت میں ہے

اور اس کا کام ہم انسانوں نے بڑی خوبصورتی سے اور حسنِ کمال سے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔

سوال: اُمّتِ مسلمہ کے اندر تفرقات کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: شاکر صاحب:

یہ سوال بڑا نازک ہے لیکن میں اس کو اس لیے ایڈریس کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں سوالات کی شدت اور نوعیت سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ اس کے لیے راہِ اعتدال کو اپنانا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ سمجھ لیں کے اسلام کے جو سورسز Sources ہیں وہ محفوظ بھی ہیں اور متعین بھی۔ لیکن ایک چیز ہوتی ہے اختلاف اور ایک چیز کہلاتی ہیں ترجیحات۔ میں اس کو ایک مثال سے واضح کروں گا۔ اس وقت اسٹیج پر آپ کے سامنے تین افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ تینوں نے لباس پہن رکھا ہے۔ لباس کا بنیادی مقصد اور اس کا آبجیکٹو Objective جسم کو ڈھانپنا بھی ہے، اس کو زینت دینا بھی ہے، اس کو راحت پہنچانا بھی ہے اور موسم کی تلخیوں یا شدت کے اعتبار سے جسم کو اس سے محفوظ رکھنا بھی ہے۔ ہم تینوں کا لباس اپنی رنگت میں، اپنی کٹنگ میں، اپنی ڈیزائن میں یا اپنے فیشن میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ کیا یہ ہمارا اختلاف ہے، یا ہماری ترجیہات ہیں۔ میرے خیال میں آپ اعتراف کریں گے کہ یہ ہماری ترجیہات ہیں یہ اختلاف نہیں ہے۔ ایسے ہی کھانے کا مقصد بھوک مٹانا ہے، لذت دینا بھی ہے اور لطف اٹھانا بھی ہے۔ کھانے کی ٹیبل پر گھروں کے اندر مختلف قسم کی چیزیں ہوتی ہیں اور ککنگ (Cooking) کے بیسیوں انداز ہوتے ہیں۔ تو یہ اختلاف نہیں ہے۔ یہ تنوّع ہے۔ (Diversity) ہے

بعینہٖ میں یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ تاریخِ انسانی کے اندر، مسلمانوں کے اندر جس چیز کو آپ فرقہ کہتے ہیں یہ مسالک ہیں۔ اب آپ کہیں گے کہ

فرقے اور مسلک میں کیا فرق ہے؟ مسلک نقطہ ہائے نظر کو کہتے ہیں۔ نماز فرض ہے۔ لیکن اس عبادت کرنے کے لیے کوئی ہاتھ چھوڑ رہا ہے۔ کوئی ناف سے نیچے باندھ رہا ہے اور کوئی اوپر باندھ رہا ہے۔ یہ ترجیحات ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف اصول پر ہوتا ہے۔ کوئی آمین زور سے کہہ رہا ہے کوئی دل میں کہہ رہا ہے۔ لیکن آپ غور کریں گے کہ قرآن مجید نے تو اتحاد کی طرف متوجہ کیا ہے۔ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ دوسرے مذاہب کو بھی اور کہا گیا کہ "قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ" (سورۂ آل عمران۔۶۴) "اے اہل کتاب (جو دنیا کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہو) آؤ اس کامن (Common) بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے"۔ اور آگے بتایا بھی گیا اور اب انٹر فیتھ ڈائلاگ (Inter-Faith Dialogue) بھی چل رہا ہے۔ اس لحاظ سے میں آپ کو متوجہ کرنا چاہوں گا کہ مسلمانوں میں اس وقت جن چیزوں کو آپ فرقے کہتے ہیں میں ان کو مسالک کہتا ہوں، نقطہ ہائے نظر کہتا ہوں میں عموماً یہ بات کہتا ہوں کہ یہ فقہی اختلاف نہیں فقہی ترجیحات ہیں اور ان فقہی ترجیحات کی ہر شخص کے پاس دلیل موجود ہے۔

اس وقت مسلمانوں میں جتنے شیڈس (Shades) ہیں، ان ساری شیڈس (Shades) والوں کے پاس، اپنا اپنا ایک آرگیومینٹیشن (Argumentation) یا ایک دلیل موجود ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی محقق تحقیق کرکے یہ کہے گا کہ اس کی دلیل جو ہے میری دلیل سے کمزور ہے۔ یا میری دلیل اس سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس سے آگے آپ نہیں جاسکتے۔ اس لیے شاہ ولی اللہ، جو ہمارے بہت بڑے سوشل ری فارمر ہیں، سترھویں صدی عیسوی کے آخر کے زمانے کے اُنھوں نے ایک بڑی عمدہ تطبیق کا، کامپیٹبلٹی کا، ایک کانسپٹ (Concept) دیا کہ ہم اِس کمپیٹبلٹی کو کیسے تلاش کرسکتے ہیں۔ پہلی بات کمپیٹبلٹی کی یہ ہے کہ عبادات کا یہ سارا نظام کسی انسان کے لیے نہیں بلکہ اللہ سے

تعلق کے لیے ہے۔ اللہ کے قرب کے لیے ہے۔ اللہ کی نزدیکی تلاش کرنے کے لیے ہے۔ تو جو کوئی بھی اخلاص کے ساتھ، طہارت کے ساتھ، تقویٰ کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا وہ یقیناً اس کو پالے گا۔ دو کتابیں اس موضوع پر بہت عمدہ لکھی گئیں ہیں۔ اگر آپ کو اور ڈیٹیل (Detail) میں پڑھنا ہے تو ایک ہے علامہ شہرستانی کی "اَلْمِلَلُ وَالنِّحَلُ"۔ اِس کا انگلش ٹرانسلیشن بھی ہماری یونیورسٹی کے ادارے تحقیقاتِ اسلامی نے شائع کر دیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تاریخ میں یہ فرقے کیسے پیدا ہوئے۔ دوسری کتاب پانچویں صدی ہجری میں علامہ طاہر بغدادی نے لکھی "اَلفَرْقُ بَیْنَ الْفِرَقْ" "کیا فرق ہے ان فرقوں کے درمیان"۔ جب کہ ایک سوال کرنے والے نے بڑی عمدہ بات لکھی کہ امام ابو حنیفہ، امام جعفر صادق کا شاگرد تھا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ اور وہ دو مختلف شیڈس (Shades) سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ان دونوں کے شیڈس (Shades) کے تعلقات میں کبھی فرق نہ آیا۔ یہ چاروں آئمہ ایک دوسرے کے ہمعصر (Contemporary) نہیں تھے۔ اس اعتبار سے عزیزانِ گرامی میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلم اُمّہ کے لیے، یہ فرقے نہیں ہیں، اختلافات نہیں ہیں یہ ترجیحات ہیں۔ اور ان ترجیحات کے اندر بھی دین کی ایک وسعت ہے اور دین کی وسعت یہ ہے کہ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل پیدا ہوں گے اور ہر مسئلے کے ساتھ کسی نہ کسی شیڈ سے (Shade) سے آپ کو اس کی دلیل ملتی جائے گی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ جو گذشتہ صدی کے مسلمانوں کے سب سے بڑے محقق اور اسکالر تھے۔ انھوں نے جو بہاولپور یونیورسٹی کے اندر اپنے خطبات دیے اُن کا نام "خطباتِ بہاولپور" ہے۔ اپنے پہلے ہی خطبے کے اندر انھوں نے اس مسئلے کو پیش کیا ایک طالبہ کے سوال پر کہ ان فرقوں میں ہم کسے چُنیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ فرقے نہیں ہیں یہ Shade (شیڈس) ہیں۔ اور یہ شیڈس (Shades) دین کے تنوّع کو، اِس کے حُسن کو، اِس کی وُسعت کو اور وسعتِ

فکری کو پیش کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرونگا کہ آپ بھی اسے اختلاف تصور نہ کریں یہ سب ایک ہی مرکز کی طرف لے جانے والے ہیں۔

سوال: قرآن اور احادیث عربی جیسی فصیح و بلیغ زبان میں ہیں۔ قرآن تو احادیث کے ذریعے واضح ہے۔ مگر احادیث کا کیسے پتا چلے کہ ہم جو مطالب لے رہے ہیں وہی مراد حضور اکرم ﷺ کی تھی؟

جواب: (شاکر صاحب):

میں داد دیتا ہوں کہ یہاں کے طالب علم صرف کیڈٹس ہی نہیں ہیں بلکہ ان کو قرآن کے ساتھ بھی ایک گہری قلبی اور ذہنی نسبت ہے۔

صورتحال یہ ہے کہ خود قرآن مجید نے احادیث کے لیے جواز پیدا کیا۔ آپ نے تو یہ لکھا ہے کہ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ قرآن درست ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن سے پتا چلتا ہے کہ حدیث کی ضرورت ہے۔ میں صرف دو اشارے کروں گا۔ قرآن مجید میں سورہ حشر کے اندر یہ آیا ہے کہ "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ" (سورہ الحشر۔ آیت ۷) "پیغمبر جو چیز تمہیں دے دے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جس چیز سے وہ روک لے اُس سے سختی سے رُک جاؤ"۔ وہ کیا چیز پیغمبر دیتا ہے جسے مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہی نہیں ہوگا تو کس چیز سے رکیں گے اور کس کو اختیار کریں گے۔ پھر قرآن کہتا ہے کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ" (سورۃ النساء۔۵۹) "اگر تمہاری زندگی کے کسی اِشو (Issue) میں اختلاف پیدا ہو جائے، تنازعہ پیدا ہو جائے۔ "فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" "تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ"۔ اور پوچھو کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ تیسری جگہ یہ کہا گیا کہ اللہ کا رسول ﷺ کسی بات کا فیصلہ کر دے تو تمہیں اس میں کسی قسم کی کوئی تو تکار کرنے کی یا کوئی اور قسم کی گنجائش نہیں ہے۔

یوں کوئی بارہ یا چودہ آیات قرآن مجید میں ایسی ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں۔ پھر نبی ﷺ کے لیے یہ آیا ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر کرنے والا، اس کی تاویل کرنے والا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی باتیں تین طرح سے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ایک تو ورڈس آف پرافٹ (Words of Prophet) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر آپ احادیث کا متن پڑھیں۔ جیسے کہ آج بعض لوگوں نے حفظ حدیث کامپی ٹیشن (Hifz-e-Hadis Competition) کے اندر بیان کیا۔ وہ کہتا ہے کہ "میں نے رسول ﷺ سے یہ بات سنی"۔ وہ کوٹ اینڈ کوٹ Quote and Quote ان ہی ورڈس کے اندر بیان کرتا ہے۔ ایک کہتا ہے صحابی کہتا ہے "میں نے رسول ﷺ کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا۔" جس نے سنا ہے وہ سنی ہوئی کیفیت کو ان ہی لفظوں میں لکھتا ہے۔ جس نے دیکھا ہے وہ دیکھی ہوئی کیفیت۔ تیسرا یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی ساتھی سے حضور ﷺ کے بارے میں یہ سنا کہ آپ ﷺ نے ایسی بات کہی۔ اس سے پھر ایک بہت بڑا علم وجود میں آیا۔ جسے الجرح و تعدیل بھی کہتے ہیں اور اسماء الرجال بھی کہتے ہیں اور عِلَل الحَدِیْث بھی کہتے ہیں اور کئی کیٹیگریز (Categories) اور فنون اس میں سامنے آئے۔ آپ کے لیے حیرت کی بات ہوگی کہ صرف پندرہ سو اٹھاسی صحابہ نے احادیث کو بیان کیا۔ ایک بات آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرض کیا کہ ایک بھی حدیث نہ لکھی ہوتی تو اس کے باوجود یہ دین اتنا ہی محفوظ ہوتا جتنا کہ اب ہے۔ اس لیے کہ یہ دین صرف لکھ کر دینے کے لیے نہیں آیا تھا۔ یہ پریکٹس (Practice) کے لیے آیا تھا۔ جو باتیں کہی جا رہی تھیں وہ ایک عمل کے اندر بھی دہرائی جا رہی تھیں۔ اگر کہیں یہ نہ لکھا ہوتا کہ پانچ نمازیں ہیں پھر بھی وہ پانچ نمازیں ہوتیں۔ کیونکہ امت کا تواتر اس کے اندر تھا۔ اگر کہیں یہ نہ لکھا ہوتا کہ ایک رکعت میں دو سجدے ہونے چاہیں تو پھر بھی دو سجدے ہوتے۔ حج کیسے کیا جائے۔ وہ مناسک آپ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے آپ ﷺ

کے کاموں کو دیکھا۔ جنگ کے اندر، صلح اور جنگ کے اصول کیا ہوتے ہیں ان کے اندر غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ لوگوں نے دیکھا۔ پھر غزوۂ اُحد میں ایک ہزار نے دیکھا۔ صلح حدیبیہ میں چودہ سو لوگوں نے دیکھا۔ اب دس ہزار لوگوں نے فتح مکہ میں دیکھا۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ وہ ساری باتیں ایک نہیں، بیسیوں نہیں، سینکڑوں نہیں، ہزاروں لوگ ان باتوں کو دیکھ رہے تھے اور دوسرے کو بیان کر رہے تھے۔ پھر یہ طریقہ پیدا ہوا کہ پیغمبر کی زندگی کی ان باتوں کو کس طرح سے مرتب کیا جائے۔ صحابہ نے بیان کیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ایک بڑا زبردست کام کیا: ھَمَام بن مُنَبِّہ جو ۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ انھوں نے احادیث کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ جو تاریخ میں حدیث کا پہلا مستند اور بڑا مجموعہ تھا۔ جس کی ۱۳۸ احادیث تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جرمنی کی ایک لائبریری سے اس کو دریافت کیا اور ایڈٹ (Edit) کر کے شائع کیا۔ اب ہماری ساری لائبریریوں میں صَحِیْفَہءِ ھَمَام بن مُنَبِّہ کے نام سے وہ موجود ہے۔ جس وقت صِحَاحِ سِتَّہ مرتب کی گئیں یا مَسْنَدِ اِمَام احمد بن حنبل مرتب کی گئی تو وہ حدیثیں ھَمام بِنْ مُنَبِّہٖ کی ہمارے سامنے موجود نہیں تھیں۔ اب آپ دیکھیے جو صَحِیْفَہءِ ھَمام بن مُنَبِّہ میں ۱۳۸ احادیث ہیں۔ ان حدیثوں کو اگر دوسرے حدیثوں کے مجموعوں میں تلاش کیا جائے تو آپ کو حیرت ہوگی کہ کسی لفظ کا آپ کو اس میں فرق دکھائی نہیں دیگا۔

میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ۱۰۴ خطوط اپنے زمانے میں لکھوائے۔ ان خطوط کے اندر ابتدا میں کچھ لوگ ایسے تھے جن کو خط بھی زبانی یاد تھا۔ بعض محدثین نے اپنی کتابوں میں ان خطوط کا ٹیکسٹ (Text) اپنی یادداشت کی بنا پر لکھا اور اب ان میں سے پندرہ اصلی خطوط دنیا میں دریافت ہو چکے ہیں۔ ان میں سے چھ (۶) تو توپ کاپی میوزم، ترکی کے اندر ہی موجود

تھے اور بعض چیزیں بعض اور جگہوں پر موجود ہیں۔ مجھے چھ سات چیزوں کو خود بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ان کے فوٹو حاصل کیے۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں مکاتیب کا جو ٹیکسٹ (Text) لکھا ہے اور وہ جو اصل ٹیکسٹ (Text) ہے اس کو ملایئے تو آپ کو کوئی فرق اس میں دکھائی نہیں دے گا۔

اسی طرح سے تاریخ میں بڑے ٹیسٹ (Test) ہوئے ہیں۔ ایک ٹیسٹ (Test) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہوا۔ یہ صاحب ایسے تھے کہ یمن سے آئے اور آخری تین سالوں میں مسلمان ہوئے اور سب سے زیادہ روایات انھوں نے بیان کیں۔ لہٰذا مستشرقین نے اعتراض کیا اور ایک نے تو یہاں تک اعتراض کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نامی شخص کوئی تاریخ میں گزرا ہی نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا کہ یہ تو ہر روز حدیثیں بیان کرتا ہے۔ ایک صاحب نے جو بنو امیہ کے حکمرانوں میں سے تھے، ان سے کہا کہ مجھے اپنے صاحب زادے کے لیے کچھ حدیثیں چاہئیں۔ مجھے ایک بک (Book) میں لکھ کر دیں۔ انھوں نے کوئی سو (۱۰۰) یا ڈیڑھ سو (۱۵۰) یا دو سو (۲۰۰) احادیث لکھ کر بھیجیں۔ چند دنوں کے بعد انھوں نے کہا: اوہ! مجھ سے تو وہ گم ہو گیا جو آپ نے لکھ کر دیا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھے وہ دوبارہ لکھ کر دیں۔ انھوں نے دوبارہ لکھ کر اس کو دیا۔ اب جب اس کا کمپریزن (Comparison) کیا گیا تو ان میں کوئی فرق موجود نہ تھا۔ اس قسم کے ٹیسٹ تاریخ کے اندر بہت سارے موجود ہیں۔

امام بخاری کا بھی ایک ٹیسٹ (Test) ہوا۔ ایک ہوتا ہے راوی جو حدیث کو بیان کرتا ہے اور ایک ہوتا ہے متن جو حدیث میں بیان کیا جاتا ہے۔ امام بخاری ایک شہر کے اندر گیا۔ اور غالباً وہ بصرہ کا شہر تھا۔ بغداد یا بصرہ دونوں میں سے کوئی ایک ہے۔ لوگوں نے ایک ٹیسٹ یہ کریئیٹ (Create) کیا کہ سو (۱۰۰) حدیثیں لیں اور ایک حدیث کا راوی دوسری سے ملا دیا۔ دوسری کا چوتھی سے۔

چوتھی کا پانچویں سے۔ پانچویں کا نویں سے۔ نویں کا بیسویں سے۔ بیسویں کا چالیسویں سے۔ گویا سو (۱۰۰) حدیثوں کے راوی ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ کر دیے۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو پہلی حدیث کا آپ نے راوی بیان کیا ہے وہ پہلی کا نہیں وہ تو اٹھانویں (۹۸) حدیث کا تھا۔ دوسری کا جو تھا وہ چھپنویں (۵۶) کا تھا۔ تیسری کا جو تھا وہ چھیالیسویں (۴۶) کا تھا۔ یعنی انھوں نے سو کی سو حدیثوں کے متن اور راویوں کو اسی وقت وہاں پر بیان کر دیا۔ اور اس کے بعد انھیں امیر المؤمنین فی الحدیث قرار دیا گیا۔ اور اس کے اساتذہ نے اور اس وقت کے لوگوں نے اپنا سر جھکا دیا۔

کچھ لوگوں نے کن کاکشن (Concoction) اور فیبریکشن (Fabrication) کی۔ کن کاکشن اور فیبرکشن کے معنیٰ ہیں "موضوع" ہمارے ہاں دو لوگ ایسے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ سے منسوب ساری جعلی حدیثوں کو بھی الگ کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص کا نام ہے امام ابن جوزی۔ امام ابن جوزی نے تین جلدوں میں "الموضوعات الکبیر" ایک کتاب لکھی ہے کہ جتنیں غلط حدیثیں تھیں ان کو بیان کر دیا۔ اب آپ حیران ہوں گے کہ بعض چیزیں بڑی سادہ دکھائی دیتی ہیں۔ میں صرف ایک مثال دوں گا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، "علم حاصل کرنے کے لیے خواہ تم کو چین بھی جانا پڑے تو چلے جاؤ۔" بڑی مشہور حدیث ہے۔ اب بظاہر اس میں کوئی بات غلط بھی نظر نہیں آتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ کسی کا قول ہے۔ لیکن غلطی سے منسوب ہو گیا۔ اب محدثین میں سے امام جوزی یا ہندوستان کے اندر ایک بڑے محدث گذرے ہیں ملا علی قاری۔ انھوں نے بھی موضوعات پر لکھا ہے۔ اب آپ حیران ہوں گے کہ ان لوگوں نے ایک ایک حدیث پر یہ حکم لگا دیا اور اس حکم کو تخریج کہتے ہیں تعلیقات کہتے ہیں، پھر انھوں نے یہ بھی تاریخ لکھ دی کہ کس نے یہ جعلی حدیث کس زمانے میں بنائی۔ یمن سے آنے والا جو

عبد اللہ بن سبا تھا، اس نے کتنی حدیثیں بنائیں۔ ہارون رشید کے زمانے میں ایک شخص کو پکڑا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے چار ہزار جعلی حدیثیں بنائی ہوئی تھیں۔ محدثین نے اتنا بڑا کام کیا کہ آج ہمارے سامنے تاریخ کا سب سے آتھینٹک (Authentic record) ہے کہ کونسی بات حضور نے فرمائی تھی۔ اس کو کہتے ہیں "فَنْ اَسْمَاءُ الرِّجَالِ"۔ درایت کا ایک علم ہے کہ شان نبوت کے مطابق وہ چیز ہے بھی یا نہیں۔ کیا اصولِ فطرت کے ساتھ اس کی کمپیٹبلٹی (Compatibility) ہے بھی یا نہیں۔ کیا اصولِ فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہے بھی کہ نہیں۔ کیا سائنٹی فک فنامینا (Scientific Phenomena) کے ساتھ وہ کمپیٹبل (Compatible) ہے یا نہیں؟ اس کو درایت کہتے ہیں۔ علامہ شبلی نے جو سیرت النبی ﷺ لکھی ہے اس میں چھیانوے (۹۶) صفحات کا ایک دیباچہ ہے۔ اس میں انھوں نے درایت کے لیے سات آٹھ اصول بھی لکھے ہیں۔ تو عزیزانِ محترم! میں آپ کو یہ اعتماد دلانا چاہتا تھا کہ تاریخ انسانی کے اندر احادیث کا یہ ذخیرہ اس اعتبار سے بھی اتھینٹک (Authentic) ہے کہ اس کے لیے سائنٹی فکلی (Scientifically) کام کیا۔ یہ کسی عقیدت کی وجہ سے نہیں ورنہ یہ تو آپ کے سامنے رہنا چاہیے کہ جب ٹگ آف ہیم لاک (Tug of Hamlock) نے ایک طویل لیکچر دیا۔ وہ لیکچر بھی لوگوں نے سنا اور عقیدت کے ساتھ یاد رکھا۔ اور دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جنکو کتنے کتنے بڑے ٹیکسٹ (Text) یاد ہیں۔ مجھے اپنے ایسے وکلاء دوست یاد ہیں۔ جن کو کانسٹی ٹیوشن (Constitution) کے جتنے آرٹیکل (Articles) ہیں وہ پورے کے پورے زبانی یاد ہیں۔ بعض وکلاء ہیں، پی پی سی (PPC)، پوری کی پوری ان کی کن پٹیوں کے اوپر رقص کرتی رہتی ہے۔ آپ کے اساتذہ ایسے ہیں جو کیمسٹری کے جتنے بھی فارمولے ہیں وہ کتاب نہیں کھولتے اور فوراً اسے بیان کر دیتے ہیں۔ انسانی حافظے کی جو انتہائیں ہیں اس کو ابھی چکھا اور دیکھا نہیں گیا۔ آپ نے آج صبح اسی کا منظر تو اپنے سامنے

دیکھا، کہ موضوع تیار ہیں۔ جناب عبدالوھاب صاحب اور طالب علم اسی موضوع کے مطابق حدیث پیش کررہے ہیں۔ اور ایک حدیث کم پیش کرتا ہے تو دوسرا پیش کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس چودہ سو تیس سال کے فاصلے پر آج اس کیڈٹ کالج لاڑکانہ میں حافظہ کا، میمورائیزیشن (Memorization) کا ایک حیرت انگیز مظاہرہ صبح میں نے دیکھا، اگر یہ آج ہو سکتا ہے تو جن لوگوں نے اس جمالِ جہاں آرا کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھا ہو گا ان کی محبت اور عقیدت کا پھر کیا عالم ہو گا!۔

سوال: تصوّف کا نظریہ ٔوحدۃ الوجود کیا ہے؟ اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ شرک ناقابل معافی عمل ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی معاف نہیں۔ جبکہ ہمیں تصوف سے پتا چلتا ہے کہ شرک و کفر صوفیوں پر معاف ہے۔ اسلام میں پیرو مرشد کا کیا تصور ہے؟ جو لوگ مختلف درگاہوں پر منتیں ماننے جاتے ہیں۔ کیا یہ شرک میں شامل ہیں یا نہیں؟

جواب: شہزادو شیخ صاحب:

اس میں کافی سوالات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ تصوف بھی، شرک بھی، پیر بھی، مرشد بھی، مانگنا بھی۔ بہت ساری چیزیں ہیں۔ ایک سوال نہیں ہے۔ پہلی بات تو میرے خیال میں نٹ شیل (Nutshell) میں یہ کہہ دی جائے کہ صوفی پر کسی طرح سے بھی شرک معاف نہیں ہے۔ شرک کسی پر بھی معاف نہیں ہے۔ صوفیا کرام کے سلسلے میں جو بات ہے آپ دیکھیں گے کہ ایک سلسلہ ملایا جاتا ہے۔ ایک طریقہ اسے جانا جاتا ہے۔ پہلے یہاں فرقوں کی بات ہوئی۔ تو ایکچوئلی (Actually) یہ دیکھا جائے گا کہ یہ جو طریقے صوفی ازم میں ہیں یہ بھی تفرقہ ہے۔ ایک طرف ہم اس بات کو شعوری طور پر اچھا نہیں سمجھتے ہیں کہ فرقے موجود ہیں، یہ نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن جب دوسری طرف

تصوف میں یہ بات آتی ہے تو ہم اس پر مائل ہو جاتے ہیں۔ کسی میں کوئی اور آزادی کی وجہ سے۔ تو اس بات سے ذرا خیال کرنا پڑے گا کہ تصوف کے اندر بھی فرقے ہیں۔ ان طریقوں کے اندر اور ان سلسلوں کے اندر بھی فرقے ہیں۔ جو چیز بھی آپ نے طے کرنی ہے، وہ قرآن کے اس اصول سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی آپ کو کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو تو یہ نہ دیکھیں کہ فلاں نے کیا کہا ہے۔ میں نے کیا کہا ہے۔ یا انہوں نے کیا کہا ہے۔ Come back to the Quran اور Come Back to The Prophet himself کہ قرآن نے کیا کہا اور حضور ﷺ نے کیا کہا۔ اس کے بعد اور کوئی اتھارٹی (Authority) نہیں ہے۔ اگر ہم اور کسی اتھارٹی (Authority) کو چھوڑ دیں تو فرقہ ختم ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد فرقے ہوں گے۔ لیکن ان میں صرف ایک صحیح راہ پر ہو گا۔ وہ کونسا ہو گا، جو قرآن پر واپس آئے گا۔ جو حضور ﷺ کی سنت پر واپس آئے گا۔ تصوف کی وہ کون سی چیز ہے جس کو ہم ٹیسٹ (Test) کرنا چاہتے ہیں۔

Com Back to the Prophet him self, Com back to the Quran بات واضح ہو جائے گی۔ آپ اس سلسلے کو، اس طریقے کو اور کسی اور آدمی کو جو اپنے حوالے سے اس کی اتھارٹی دیتا ہے۔ اُس کو چھوڑ دیں تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اب اس کے بعد ایک سوال ہے کہ تصوف کا نظریہ وحدۃ الوجود شرک کے زمرے میں کیوں نہیں آتا۔ بلکل شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ وحدۃ الوجود کی بھی ایک قسم نہیں ہے۔ پینتھی ازم (Pantheism) اور کانسس یہ سب وحدۃ الوجود کی قسمیں ہیں۔ اب پینتھی زم، پینیتھیز زم اور کانسس کیا ہیں۔ پینتھی ازم (Pantheism) یہ ہے کہ ہر چیز خدا ہے۔ یعنی وحدۃ الوجود۔ پینتھی ازم (Pantheism) جو ہے وہ وحدۃ الوجود کی قسم ہے کہ ہر چیز میں خدا ہے۔ ہر چیز خدا ہے۔ لیکن خدا اس سے بہت بڑا ہے۔ ان سے الگ

بھی ہے۔ جو فزیکل وجود ہے۔ اس فزیکل وجود کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کا وجود ہے۔ یہ اس تک محدود نہیں ہے۔ فزیکل اگزسٹنس (Physical existence) تک۔ پھر اس کے بعد اس پر بھی اعتراضات ہوئے تو انھوں نے کانسس کی تھیوری (Theory) انٹروڈیوس (Introduce) کی کہ یہ جو پھول پیدا ہو رہا ہے تو God is actually creating space for the flowers and leaving some space خود ڈی ٹریکٹ (Detract) کر رہا ہے۔ خود ہٹ رہا ہے اس کے لیے جگہ پیدا کر رہا ہے۔ اس کو بھی سائنٹی فک گروننگ نے، اسپیسی فک تھیوری نے ختم کر دیا۔ تو وحدۃ الوجود کو بھی جب سائنس پر، سائنس کی بنیاد پر ٹیسٹ (Test) کیا جاتا ہے تو اس میں اس کی ہر تھیوری (Theory) فیل (Fail) جارہی ہے۔ ہر چیز ناکام جارہی ہے۔ اس لیے میں اس کے زیادہ ڈیٹیل میں جانے کے بجائے صرف آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ تصوف کا جو بھی طریقہ یا سلسلہ ہو یا اس کی تھیوری ہو اُن کو لیں اور قرآن اور حدیث کے ارشادات اور سنت کے مطابق ٹیسٹ (Test) کریں اور وہ ہی اسلام ہے۔ وہی اس کی کسوٹی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور بندے کے قول پر ٹیسٹ کریں تو ہم بہک سکتے ہیں۔

سوال: نفس اور روح کیا ہے؟

جواب: شہزادو شیخ صاحب:

یہ بہت اہم اور دلچسپ سوال ہے۔ لیکن اس میں میری ذاتی نالج بہت ہی محدود ہے۔ اور قرآن شریف نے تو بتا دیا ہے کہ انسان کو نالج ہی بہت کم دی گئی ہے۔ سوال کیا "یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ" ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اس کا جواب دے دیں کہ " قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" (سورہ بنی اسرائیل:۸۵) اور اس باب میں ہمیں بہت ہی قلیل علم دیا گیا ہے۔ تو میں

اس کے بارے میں دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں آپ کو زیادہ بتا سکوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" یہ اللہ کا امر ہے۔ قرآنِ مبین اپنے آپ کو ایکس پلین (Explain) کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اب وہ کہہ دیتا ہے، قول جو ہے اللہ تعالیٰ کا، جو کلمہ ہے اللہ تعالیٰ کا، امر بن جاتا ہے۔ امر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چیز چاہتا ہے، اور جو روح ہے وہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ یہ سب چیزیں آپس میں لنکڈ (Linked) ہیں۔ اب یہاں پر میں سائنس کی طرف آؤں گا۔ جب آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی سافٹ ویئر (Software) میں آپ کوئی پروگرام بناتے ہیں چھوٹے سے چھوٹا جو پروگرام آپ بناتے ہیں، وہ کلمہ ہوتا ہے۔ یہ آپ کے لکھنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ جسے بائیزی میں لکھیں 1،2،1،2،1،2 اسی طرح سے لکھیں گے۔ یہ کمپیوٹر کی لینگویج ہے۔ کمپیوٹر کی لینگویج میں یہ کلمہ ہے۔ اس کلمے کے اندر کیا ہوتا ہے۔ وہ کلمہ بذات خود کسی کمانڈ کو ری پریزنٹ (Represent) کرتا ہے۔ جب آپ کمپیوٹر کو کمانڈ دیتے ہیں تو اس کو کوئی کلمہ دیتے ہیں۔ وہ جو کمپیوٹر میں آپ کلمہ استعمال کرتے ہیں، اس کے اندر جو کمانڈ ہوتی ہے وہ اس کمپیوٹر کے پورے فنکشن کو چلاتی ہے۔ اس کو ایکٹی ویٹ کر دیتی ہے۔ وہ کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تو یہ امر ہے۔ روح جو امر ربی ہے اس پورے انسان کے سسٹم کو، اس کے جینومک سسٹم (Genomic System) کو چلاتی ہے۔ جو اسپارک (Spark) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جو اس کا امر ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ جو کمانڈ (Command) ہے اس کلمے کے اندر، وہ اس کو چلاتی ہے، یہ روح ہے۔ میں نے جینومک (Genomic) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ بائیولوجیکلی (Biologically) اب سمجھ میں تھوڑا سا بہتر آنے لگی ہے۔ ہم نفس کا ترجمہ عموماً مکس اپ (Mixup) کر دیتے ہیں روح کے ساتھ مگر نفس کا ترجمہ ہم کر دیتے ہیں سیلف (Self)۔ یہ صحیح ہے لیکن جب سے ھیومن جینوم (Human Genome) کی میچنگ (Matching) ہوئی ہے تو یہ

لفظ تھوڑا زیادہ سمجھ میں آنے لگا ہے۔ کہ جو مجموعہ ہے جینس (Genes) کا وہ
ایکچوئلی (Actually) نفس کی ٹوٹیلٹی (Totality) کو، نفس کے کامبی نیشن
(Combination) کو ریپریزنٹ (Represent) کرتا ہے۔ اس میں انسان کی
جتنی بھی خصوصیات ہیں، خصلات ہیں، عادات ہیں، بھیویر Behaviour ہیں یہ
سب چیزیں اُس کے اندر دی ہوئی ہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے "فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا" (سورۃ شمس:۸) اس نفس کے جینوم کے کامبی
نیشن میں، ھیومن جینوم میں اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کی پہچان اس کے اندر
انبلٹ (Inbuilt) رکھ دی۔ وہاں یہ لفظ نفس کا استعمال ہوا ہے۔ نفس کے لیے کہ
اس کے اندر فَاَلۡهَمَهَا کہ اس کے اندر اِلۡهَام کر کے رکھ دی گئی ہے۔ روح الگ
چیز ہے۔ نفس الگ چیز ہے۔ نفس ھیومن جینوم (Human Genome) سے
زیادہ سمجھ میں آتا ہے۔ اور روح اللہ تعالیٰ کے امر سے سمجھ میں آتا ہے۔ واللہ
اعلم

پرنسپل یوسف صاحب

اس (عنوان) پر، میں چاہتا ہوں کہ ذرا ڈاکٹر صاحب بھی وضاحت فرمائیں؟

شاکر صاحب:

محترم شہزادو شیخ صاحب نے بہت ہی عمدگی کے ساتھ جو بات فرمائی ہے۔ یہ
ایک عجیب حُسنِ اتفاق ہے کہ ہیومن اینا ٹامی میں سارے اعضاء دکھائی دیتے
ہیں۔ سر دکھائی دیتا ہے۔ آنکھیں دکھائی دیتی ہیں، ناک، جبڑا، گردن، کندھے،
پاؤں، ٹانگیں، سب دکھائی دیتے ہیں لیکن یہ نفسِ انسانی، وجود میں کہیں دکھائی
نہیں دیتا کہ یہ وہ ٹکڑا ہے، جسے نفس کہا جائے۔ یہ حقیقت میں اسٹریم فورس ہے
ہیومن بینگ (Human being) کے اندر۔ اور اس کے لیے بہت عمدہ آیت
سورہ شمس کی ہمارے سامنے شہزادو صاحب نے پڑھ لی۔ "فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ
تَقۡوٰىهَا ۝ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا ۝" (سورہ شمس:۱۰)

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کی طرف یہ دو کیفیتیں رویل (Reveal) کی ہیں، وحی کی ہیں اس کی طرف۔ اب یہ انسان کو قوتِ تمیز دی گئی ہے کہ ان دونوں میں سے وہ کس کو اپنے لیے اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر میں یہ بات کہوں کہ ہر کتاب کا دنیا میں ایک سبجیکٹ ہوتا ہے تو قرآن کا سبجیکٹ ہی عِلمُ النَّفس ہے اور اس نفس کی تین حالتوں کو قرآن نے بیان کیا ہے۔ جو بہت دلچسپ ہیں۔ اور سائیکلو جیکلی اور سائنٹی فکلی بھی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ میں شہزادو صاحب کی اس بات کو ایک استاد کی حیثیت سے، میں انھیں ایک استاد کی طرح سمجھتے ہوئے قبول کرتا ہوں۔ جینیٹکس کا جو آپکے ہاں ایک طرح سے ایک نیا تصور آیا ہے کہ ان خلیوں کا جو اجتماعی تعمل اور ایکشن ہے اس سے جو چیز ترتیب پاتی ہے وہ بھی ایک نفس کی کیفیت میں موجود ہے۔ تو قرآن نے نفس کی جو پہلی اسٹیج بیان کی ہے اسے نَفسِ اَمّارہ کہتے ہیں۔ شاید آپ نے شیخ محمد ابراہیم ذوق کا نام، جو غالب کے زمانے کے اور ان کے ہمعصر شاعر تھے، سنا ہوگا۔ ذوق نے ایک بڑا عمدہ شعر کہا ہے۔

نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا۔

نہنگ کہتے ہیں مگرمچھ کو اور اژدہا کہتے ہیں بہت بڑے سانپ کو، جو بڑی بڑی چیزوں کو نگل جائے۔ یہ جو انسان کے اندر ایک انبلٹ (Inbuilt) ہے یہ نفس ہے۔ یہ نَفسِ اَمّارہ ہے۔ یہ اس کو خرابیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ آپ کلاس روم میں بیٹھے بیٹھے ٹیچر کو سن رہے ہیں۔ نیچے سے آپ کا جی چاہتا ہے کہ پاؤں سے دوسرے شخص کی ایڑی کو میں تھوڑی سی ٹھوکر ماروں۔ یہ نفس امارہ کی شرارتیں ہوتی ہیں جو کلاس روم میں کبھی کبھی آپ سوچتے رہتے ہیں اور کرتے بھی رہتے ہیں۔ یہ تو ہے نفس امارہ۔ دوسری کیفیت ہے نفس لوامہ کہ انسان سے غلطی تو ہوتی ہے۔ (صبح کی حفظ حدیث میں ایک صاحب نے بڑی عمدہ حدیث

سنائی۔ کہ بہترین خطاکار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔) خطا تو انسان کی فطرت میں ہے، جبلت میں ہے۔ لیکن توبہ۔ یہ جو توبہ کا عمل ہے نفس لوامہ ہے۔ تیسری اسٹیج وہ ہے جو ریکوائرڈ اسٹیج (Required Stage) ہے ہمارے لیے۔ اسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور قرآن نے تو اِس کی قسم کھا کر کہا ہے کہ "یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾" (سورہ فجر ۲۹۔۳۰) یہ انسان کو اس پیراڈائز (Paradise) کی طرف لے جاتا ہے جو اس کی ریئل گول (Real Goal) اور اس کی منزل ہے۔

تو یہ تین اس کی منازل جو ہیں اس اعتبار سے موجود ہیں۔ ایک اور آخری بات کہتا ہوں۔ "لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ" خلق بھی اسی کی ہے اور امر بھی اس کی طرف سے ہے۔ عالم تخلیق بھی اس کی طرف سے ہے اور عالم تکوین بھی اس کی طرف سے ہے۔ اقبال نے تو اس کو ایک فلسفیانہ آہنگ میں بیان کیا:

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید،
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ آزمائش اور سزا بظاہر دونوں کی اشکال ایک جیسی ہوتی ہیں۔ ایک شخص کسی دکھ، بیماری یا کسی موذی مرض میں مبتلا ہے۔ یہ کیسے پتا چلے گا کہ مذکورہ شخص کسی آزمائش میں مبتلا ہے یا کسی برے عمل کی سزا بھگت رہا ہے؟

جواب: شاکر صاحب

یہ بہت دلچسپ سوال ہے۔ ابھی انھوں نے ہاتھ نرم رکھ کر سوال کیا ہے۔ اس کی شدت اس سے بھی زیادہ پیدا کی جاسکتی تھی کہ جو لوگ اندھے ہیں، بہرے ہیں، اپاہج ہیں، ان کو قدرت نے ایسا کیوں رکھا ہوا ہے۔ اور اس کی بھی نوعیت کیا ہوسکتی ہے۔ اس سوال کی بڑی نوعیت ہے۔ میں دراصل یہ عرض کرنا

چاہوں گا کہ یہ قدرت کا ایک ایسا دستور العمل ہے کہ آپ کائنات میں دیکھیں گے کہ آپ کو صحتمند درخت بھی نظر آئیں گے اور کمزور درخت بھی نظر آئیں گے۔ صحتمند جانور بھی نظر آئیں گے اور کمزور جانور بھی نظر آئیں گے۔ ایک ہی جگہ پر ایک ہی علاقے میں فی ایکڑ پیداوار Per acre yield کسی کے ہاں زیادہ پائی جاتی ہے اور کسی کے ہاں کم۔ پوری فطرت کے اندر آپ کو اس قسم کے ڈفرنسز اور ویریئیشنز (Differences and Variations) دکھائی دیں گے۔ وہی بات اس کے ساتھ موجود ہے۔ آپ کو ایک اور مثال دوں گا کہ ایک مکینک ہوتا ہے۔ مکینک کے پاس ہم اپنی بائیک (Byke) لے کر جاتے ہیں۔ یا اپنی کار لے کر جاتے ہیں۔ وہ دیکھنے کے بعد کہتا ہے کہ دیکھو آج تم یہاں سے، کیڈٹ کالج سے لاڑکانہ تک تو چلے جاؤ گے لیکن مستقل اس پر سفر نہیں کیجیے گا۔ امکان ہے کہ آپ کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائیں۔ میں نے اتنا سیٹ تو کر دیا ہے کہ کچھ سفر آپ کے ساتھ یہ کر لے۔ اب وہ مکینک تقدیر کا مالک نہیں۔ جو یہ کہے گا کہ حادثہ ہوگا۔ نہیں۔ وہ مکینک چونکہ اس کی پوری کریئشن (Creation) کو، اس کی فلاسفی کو، اس کی ٹیکنالاجی کو، اس کے ڈوائیسز (Devices) کو جانتا ہے۔ لہٰذا اسے پتا ہے۔ ایسے ہی ایک ڈاکٹر ہے۔ کینسر کا ڈاکٹر ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ کینسر کے مرض کے جو ماہرین ہوتے ہیں وہ مریض کے (Symtomps) کو دیکھنے کے بعد تعین کر دیتے ہیں کہ دو مہینے تک یا سات دن کے بعد، یا چھ دن کے بعد آپ مر جائیں گے۔ تو وہ قدرت نہیں ہے جس کا وہ اظہار کر رہا ہے۔ وہ ان Symtomps کو جو قدرت نے انسانوں کو واضح کر دیے ہیں، ان کی مدد سے وہ تعین کر رہا ہوتا ہے کہ اب یہ شخص اس دنیا میں اس مدت سے آگے نہیں جی سکتا۔ تو اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ وہ قدرت کا اختیار حاصل کر گیا۔ بعینہ جینس (Genes) کا یہ مسئلہ ہے۔ DNA کیا ہے اور RNA کیا ہے آپ طالب علم مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ کہ Genetics کے اندر DNA متعین کر دیتا ہے کہ آنے

والے بچے کی آنکھوں کا رنگ کیسا ہو گا، بال گھنگریالے ہوں گے یا سیدھے ہوں گے یا ہوں گے ہی نہیں۔ اس کے ناخنوں کا رنگ کیسا ہو گا۔ اس قد کا کیسا ہو گا۔ جسم میں اس کے کیا ہو گا۔ تو یہ جو آج کل کے زمانے کے اندر جو Genetics کے علم نے ایک نئی سے نئی دنیا آباد کی ہے اس میں وہ دکھوں اور سکھوں کی فلاسافی ہی بدل گئی ہے۔ البتہ قدرت نے ہمیں دو باتیں ضرور بتائی ہیں کہ وہ لوگ جو اسی دنیا میں کسی وجہ سے جو ان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے کسی دکھ کا، پریشانی کا، مصیبت کا شکار ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ قدرت کی طرف سے ہے تو قدرت اس کی اس تکلیف کو اجر میں بدل دیتی ہے۔ اور یہ اجر میں بدلنا جو ہے رحمت ہے۔ وگرنہ تو انسان کڑھتا رہتا کہ یہاں بھی مجھے کچھ نہیں ملا ادھر بھی تکلیفیں اور آگے بھی ہیں۔ تو میرے نزدیک قدرت نے انسانی تکالیف کے اس پہلو کو ایک ایسے اجر کے تصور کے ساتھ مربوط کر دیا جو انسانوں کو ایک سینس آف سولیس (Sense of Solace) ایک اطمینان، طمانیت کا پہلو اس کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر دی ہے۔ ایک ڈبیٹ (Debate) آج کل چل رہی ہے۔ جس کے اندر ہم خود بھی موجود ہیں وہ یو تھینسیا (Uthansia) کی ڈبیٹ (Debate) ہے، یوتھینزیا اٹالین لینگوئج میں مرسی کلنگ (Mercy Killing) کو کہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک مریض ہے جو تین مہینوں سے ہاسپٹل میں پڑا ہے نہ بول سکتا ہے نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ کوما کی حالت میں ہے۔ کیا اس کو کوئی زہریلا انجکشن دے کر مار دینا مناسب ہے یا نہیں؟ یہ ایک ورلڈ ڈبیٹ (World Debate) میڈیسن کی اور میڈیکل کی چل رہی ہے۔ ہم بھی اس میں شامل ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ درست نہیں ہے۔ اس لیے درست نہیں ہے کہ جس شخص نے اپنی جوانی کی ساری صلاحیتیں اور جوانی کے بعد اس وقت تک کی سارے قوتیں کسی سوسائٹی اور کسی اسٹیٹ کے اندر وقف کی ہیں اور اب سوسائٹی اور اسٹیٹ کو اسے ری پے (Repay) کرنے کا ایک موقعہ ملا ہے تو

آپ نے اس سے ہاتھ اٹھا لیے کہ اس کو ختم کر دو۔ یہ گویا ناامیدی کا درس دینا ہے۔ ہم تو امید کی دنیا کے اندر زندہ رہتے ہیں اور ایک انسان کا احترام بھی یہ ہے کہ ناامیدی کی حالت میں بھی اس پر امید کے دروازے بند نہ کیے جائیں۔ اس اعتبار سے یہ جو ایک کیفیت ہے اس میں ایک امید تلاش کی جانی چاہیے اور اس کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ میں اس کی آخری مثال دوں گا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ ایک غزوہ کے اندر جو فتح مکہ کے بعد ہوا، ایک تیر ایسا لگا کہ ان کی آنکھ باہر آگئی اور وہ ہتھیلی پر لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مری یہ آنکھ باہر آگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور تمہاری یہ آنکھ کی تپلی واپس بھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر تم اس پر صبر کر لو تو تمہیں میں بتا نہیں سکتا کہ جنت میں تمھیں کتنا اجر ملے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا مجھے آنکھ نہیں چاہیے مجھے اجر چاہیے۔ ایک دوسرے موقع پر اس کی دوسری آنکھ بھی ضایع ہو گئی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نابینا حالت میں مرے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علاج کرنا مسنون ہے، اس سے مایوس ہونا غلط ہے۔ بعض تکالیف انسان کے لیے اجر کا اوراماں ورحمت کا باعث بن جاتی ہیں۔

سوال: اگر نفس، سیلف (Self) کو ریپریزنٹ (Represent) کرتا ہے یا اس کا متبادل ہے تو اس قول کا کیا مطلب ہے۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ"

جواب: شہزاد و صاحب۔

نفس کے معنیٰ عموماً سیلف (Self) کی جاتی ہیں۔ اور بھی معنیٰ کی جاتی ہیں لیکن سیلف بھی معنیٰ اس کی کی جاتی ہیں۔ معنے کے سینس (Sense) میں یہ جو ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ، اس پر میری ایک کتاب آپ کی لئبرری میں ہے۔ (Untolight)۔ اس میں ایک آرٹیکل (Article) ہے۔ تھیو چھینی ان

میگاورس(Theophany in Megaverse) وہ آرٹیکل اس آیت پر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ میں اپنی آیات، اپنی نشانیاں دکھاؤں گا آپ کے نفوس میں اور اس کائنات کے آفاق میں اور وہ وقت آگیا ہے۔ جب ہیومن جینوم(Human Genome) کی Mapping ہو گئی ہے۔ تو انسان کے نفس میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں نظر آ رہی ہیں۔ حضرت علی کے حوالے سے یہ قول منقول ہے۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" یہ اکیسویں صدی میں خاص طور پر اس کی جو تشریحات سامنے آ رہی ہیں۔ میرے خیال میں اس حد تک واقعتاً صحیح ہے۔ اب تو "علقہ" جو "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝" (سورہ علق۔ ا۔ ۲) علقہ کی گروپ میپنگ جو آئی ہے۔ وہ آدھے پیج سے بھی کم ہے۔ جو اس کا پورا نقشہ ہے کہ علق کس طرح سے لکھی گئی ہے۔ کلمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمات اتنے ہیں کہ ان کو ہم گن نہیں سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم کوئی نمبرز بھی کنزرو (Conserve) نہیں کر سکتے ہیں کہ کتنے کلمات ہیں۔ وہ جو کلمہ ہے علقہ کا آدھے پیج سے بھی کم ہے۔ جو ATCG ریپریزنٹ کرتا ہے۔ جس طرح سے DNA بنا ہے ہے یعنی DNA جس طرح سے لکھا ہوا ہے۔ کروموسومز (Chromosomes) آپس میں ملتے ہیں۔ میل اور فی میل (Male and Female) ایکس اور وائی(XY) مل کے جو علقہ بنتا ہے تو ان میں جو ATCG کی DNA کی لڑی بنتی ہے جینیوم میپنگ میں جو دی گئی ہے اس سے لگتا ہے کہ کس طرح سے کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کام کرتی ہے اور نفس کے اندر اس علقہ کے اندر، یہ ATCG کا جو کلمہ ہے یہ کس طرح سے کام کر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو اس کو ظاہر کر رہی ہیں۔

سوال: زیادہ تر مسلمان ہی بنیاد پرست اور دہشت گرد کیوں ہیں؟ غیر مسلم اقوام جہاد کو دہشت گردی مانتی ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ آج کل کے زمانے

میں جہاد کیا ہے؟ مسلمانوں کو ہی دہشت پھیلانے والا کیوں کہا جاتا ہے؟ یورپی ممالک کی نظر میں جہاد ہی وہ خاص پہلو ہے جو طالبانائیزیشن کو دنیا میں پھیلانے کا باعث بنتا ہے؟

جواب: شاکر صاحب

یہ دورِ جدید میں وہ سوال ہے جو ملین میں نہیں، بلین میں نہیں بلکہ ٹرلین کے شکل کے اندر پوری دنیا میں پیش کیا جا رہا ہے اور ڈسکس (Discuss) ہو رہا ہے۔ پہلی بات تو عزیزانِ من! یہ سمجھ لیجیے کہ فنڈامینٹلائیزیشن (Fundamentalization) کی جو اصطلاح ہے اس کا مسلمانوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بائیبل اسٹڈیز (Bible Studies) کی جو اصطلاح ہے اور عیسائیوں کا ایک خاص فرقہ ایسا رہا ہے اور اب بھی ہے، جن کے لیے یہ اصطلاح باقاعدہ استعمال ہوئی، اور وہ باقاعدہ اب بھی پائے جاتے ہیں، اور پہلے سے بھی موجود تھے۔ خاص طور پر اسپین کے اندر کرسچین کا ایک ایسا طبقہ تھا جو دوسرے انبیاء کو جن میں ہمارے نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں، ان کے لیے بد زبانی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم قتل ہو جائے گے تو سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی تاریخ خود کرسچنٹی میں موجود ہے۔ پہلی بات تو یہ سمجھ لیجیے کہ فنڈامینٹلائیزیشن کی اصطلاح کا تعلق کرسچن انوائرمینٹ کے اندر پیدا ہوا ہے، مسلمانوں کے ساتھ موجود نہیں ہوا۔ اسی لیے تو اسلام کو دینِ فطرت کہا گیا ہے۔ بلکہ قرآن اور حدیث میں بھی یہ آیا ہے کہ "كُلُّ مُوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَتِه" "ہر شخص جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے" سکھ کے گھر میں پیدا ہوتا ہے یا ہندو کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ کسی کے بھی گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ دہشت گردی، تشدد پسندی، جنگ جوئی، یہ جو اصطلاحات ہیں یہ میرے نزدیک کم علمی کے باعث دنیا کے اندر معروف ہوئی ہیں۔ میں علی گڑھ یونیورسٹی میں تھا 2005ء کے آخر

میں۔ وہاں تھیولوجی (Theology) ڈپارٹمنٹ کے اندر بمبئی کے ایک پارسی پروفیسر تھے۔ انھوں نے بلکل یہی سوال مجھ سے کیا تھا کہ کسی پارسی کو کبھی کوئی دہشت گرد نہیں کہتا۔ ہندو کو نہیں کہتا بدھسٹ کو نہیں کہتا۔ تاؤ کو نہیں کہتا، شنتوسٹ کو نہیں کہتا۔ صرف مسلمانوں کو کیوں کہتے ہیں؟ میں نے ان سے دو باتیں کہیں۔ میں نے کہا کہ پروفیسر صاحب جس قوم میں، میں نے اپنی آنکھ کھولی، اس گاؤں کی عورتیں، ہمارے بچپن کے زمانے میں اور یہ ففٹیز کی بات ہے کہ وہ گھر میں مرغیاں پالتی تھیں اور پھر وہ انڈے جو تھے ان کو ہیچنگ پروسیس (Hatching Process) سے گذارنے کے بعد چوزے اور بچے نکلواتی تھیں اور جس گھر میں یہ مرغی اور چوزے ہوتے تھے، اس گھر میں ایک بلی بھی ہوتی تھی اور بلی اس تاک میں رہتی تھی کہ آج کے چوبیس گھنٹے کے اندر میں نے کتنے چوزوں پر حملہ آور ہونا ہے۔ تو میں نے کہا کہ بچپن میں میں نے خود دیکھا کہ جب میں پہلی یا دوسری کلاس میں تھا کہ وہ بلی جو تھی وہ مرغی پر حملہ آور ہوتی تھی اور فزیکلی مرغی بلی کے مقابلے میں کمزور ہے لیکن میں نے غور سے دیکھا کہ وہ مرغی اپنی ساری ناتوانی کے باوجود اپنے دونوں پر پھڑ پھڑاتی، گردن کو بلند کرتی، پنجوں کو تھوڑا سا اوپر کرتی اور اپنے بچوں کے دفاع کے لیے تیار ہوتی۔ میں نے کہا کہ دنیا میں جتنی بلیاں، ہم جیسی مرغیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتی ہیں کیا اس مرغی کو دہشت گرد مرغی قرار دینا جائز ہے؟ دوسری بات میں نے پروفیسر صاحب سے یہ کہی کہ جب میں نے اوشیونولوجی (Occianology) کا، سمندروں کے علم کا مطالعہ کیا تو مجھے پتا چلا کہ سمندر کی شارک مچھلیاں اپنی ہی (Species) کی چھوٹی مچھلیوں پر حملہ آور ہوتی ہیں اور وہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اپنے آپ کو بچانے کے لیے کبھی کدھر جاتی ہیں کبھی کدھر۔ کیا وہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں جو شارک مچھلیوں کے خون خوار جبڑوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتی ہیں کیا ان کو بھی دہشت گرد مچھلیاں قرار دینا چاہیے؟ اصل بات،

میں نے کہا کہ آپ دیکھیے کہ دنیا میں اٹھاون مسلم ریاستیں ہیں۔ کیا مسلمان اپنی (Territorial Jurisdiction) سے نکل کر کسی دوسری سرزمین پر آج تک حملہ آور ہوا ہے؟ پوری اٹھارویں صدی میں، انیسویں، بیسویں میں، بلکہ کلونیزم کی اور اسٹریل پارک کی ہسٹری یہ ہے کہ کس نے انھیں اجازت دی کہ وہ تجارت کرنے کے لیے آئیں اور ملکوں پر قبضہ کریں۔ ان کے (Relax) کو اور ان کے سامان کو لوٹ کر لے جائیں۔ یہ دہشت گردی تو پورے امپریئل پاورز (Imperial Powers) نے اور جو انڈسٹری لائیزیشن کی جو نیکسٹ فیز (Next Phase) تھی اس کے ذریعے ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ اور ہم نے مزاحمتی تحریکیں، دنیا کے اندر مزاحمت اور چیز ہے اور دہشتگردی اور چیز ہے۔ وہ تحریکیں جو فریڈم فائٹرز ہوتے ہیں، سنز آف دی سوائل ہوتے ہیں، وہ اپنے حقوق کی جو جدوجہد کرتے ہیں، دنیا میں ان کو تاریخ نے بڑی عظمت کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اپنے حقوق کا دفاع کرو۔ جہاں تک اسلام کی بات ہے تین باتیں اپنے ذہن میں رکھیں، اسلام کے آٹو مولوجیکل مینگ (Otomological Meaning) ہی سلامتی اور امن کے ہیں۔ دنیا کے کسی مذہب کے نام کے اندر اس کا یہ مفہوم شامل نہیں۔ اسلام کے آٹو مولوجیکل مینگ (Otomological Meaning) سلامتی کا، امن کا، محبت کا نام ہے۔ مسلمان جب کسی دوسرے سے ملتا ہے تو وہ کہتا ہے "السلام علیکم" تم پر سلامتی ہو۔ وہ کہتا ہے "وعلیکم السلام" تم پر بھی سلامتی ہو۔ مسلمان نماز پڑھتے ہیں خدا کے سامنے اور آخری جملے جو نماز پڑھنے کے آخر میں ادا کرتا ہے۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ دائیں طرف۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بائیں طرف۔ کہ بھائی تم پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔ یعنے اس کی عبادات میں بھی سلامتی اور رحمت ہے۔ اور اسلام تو یہ کہتا ہے کہ تم پرندوں کے گھونسلوں کو ضایع نہیں کرسکتے۔ تم راستوں کو نہیں اجاڑ سکتے، فصلوں کو آگ نہیں لگا سکتے۔ سایہ دار درخت نہیں کاٹ سکتے اور دشمن کے جو معابد ہیں، عبادت خانے ہیں ان

کو نہیں گرا سکتے۔ اور جو عبادت کرنے والے ہیں ان پر حملہ نہیں کر سکتے، کسی بھاگتے ہوئے کے پیچھے حملہ نہیں کر سکتے۔ تمہارے حملے کے درمیان اگر کوئی مر جائے تو ان کے جسم کا آپ کسی طریقے سے مثلہ نہیں کر سکتے۔ آپ عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔ بچوں پر اور بوڑھوں پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔ قیدیوں کو اس طرح سے نہیں جکڑ سکتے کہ ان کی توہین ہوتی ہو۔ اصل میں جہاد اور دہشت گردی میں فرق ہے۔ پہلی بات یہ سمجھ لیں کہ جہاد کا (Concept) ایک بڑا (Multidimensional Concept) ہے۔ شہزادو شیخ صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ جہاد بالنفس کی ہی تو بات تھی۔ کہ اپنے کو ناپاکیوں سے بچانا۔ اور پاکیزگی کی طرف آدمی کا رجوع کرنا۔ تو جہاد بالقلم بھی ہے۔ آپ لوگ جو ہیں جہاد بالقلم کر رہے ہیں۔ جہاد بالنفس کر رہے ہیں۔ جہاد بالمال کر رہے ہیں۔ یہ اس میں سے ایک قسم ہے جس کو قرآن قتال کہتا ہے۔ اور یہ قتال جو ہے قرآن سے پتا چلتا ہے کہ صرف تین مقاصد کے لیے جائز ہے۔ کوئی چوتھا مقصد نہیں۔ پہلا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو دنیا میں سربلند کیا جائے۔ یہ پہلا مقصد ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ "مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ" (النساء۔۹۷) قرآن کی اصطلاح ہے کہ اگر کسی طبقے کے حقوق کو نگل لیا جائے، ان کو دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے تو ان کا دفاع جائز ہے۔ اور تیسرا جو ہے "حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ" (البقرہ۔۱۹۳) فتنہ کو (Religious Persecution) کو ختم کرنے کے لیے۔ ان تین مقاصد میں سے اگر کوئی مقصد ہو تو جہاد کیا جا سکتا ہے۔ کسی چوتھے مقصد کے لیے نہیں کیا جا سکتا۔ اس اعتبار سے یہ الگ بات ہو سکتی ہے۔ آپ تو حیران ہوں گے کہ 58-1257ء کے زمانے میں جب ہلاکو خان نے ہمارے یعنی عراق اور شام کے علاقوں پر حملہ کیا تو آپ کو معلوم ہے کہ اٹھارہ لاکھ لوگ اس میں قتل کیے گئے۔ میں آپ کو کہوں گا کہ نیٹ پر جائیے۔ اور پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے اندر جتنا قتل عام ہوا ہے۔ اس کو دیکھیے۔ میں آپ کو دعوت دوں گا 1917ء سے لے کر 1923ء تک

روس کے اندر کتنے لوگوں کو مارا گیا۔ میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آج بھی آپ (Balance Sheet) بنائیں اور آپ دیکھیں کہ مسلمان دوسروں کو کیا پریشان کررہے ہیں اور دوسرے ان کے ساتھ کیا کررہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ دور پروپیگنڈے اور میڈیا کا دور ہے۔ ایک بات کو کثرت اور تواتر کے ساتھ دھرایا جاتا ہے۔ البتہ یہ جو خودکش حملے ہیں اور یہ کلچر جو امریکہ کی سرپرستی کے اندر ہمیں سونپا گیا ہے۔ میں اس کی پورے طور پر مذمت کرتا ہوں کہ کوئی خودکش حملہ بلکل جائز نہیں۔ اسلام اس کی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ یہ ایک ایسا ردعمل ہے کہ اس ردعمل کو بھی جائز نہیں سمجھا جاسکتا۔ مسلمان تو صبر اور عزیمت کے ساتھ اپنے معاملات حل کرتا ہے۔ جب وہ تین سو تیرہ تھے تو مقابلہ کرلیا۔ جب وہ چودہ اور پندرہ سو تھے تو صلح حدیبیہ کیا۔ مسلمان جو ہے وہ معاملات کے اندر ایک حسن کا معاملہ کرتا ہے اور جب وہ فاتحانہ داخل ہوتا ہے دس ہزار کی تعداد میں تو وہ کہتا ہے جو دین کا سب سے بڑا دشمن، جو ایک دن پہلے تک دشمن تھا جو اس کے گھر میں بھی پناہ لے گا اس کو بھی عزت دی جائے گی۔ یہ اسلام کی ایک روشن تاریخ ہے۔ بلکہ غزوہ حنین کے اندر مسلمانوں نے اتنی تکلیف اٹھائی کیونکہ مقابلہ میں جو حنین کے لوگ تھے وہ عرب کے سب سے بڑے تیر انداز تھے۔ آپ نے ایک ہی دن میں قبیلہ بنو مستعلب کے چھ ہزار قیدیوں کو اسی وقت رہا کردیا۔ ہماری تو تاریخ ہی اسی قسم کی ہے۔ لیکن میں یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ اسلام کا پیغام تشدد کا نہیں محبت کا پیغام ہے اور جو چودہ سو سال میں ہم نے تبلیغی و دعوتی نوعیت کا کام کیا ہے یہ محبت ہی کے اسلوب کے اندر کیا ہے۔ علامہ اقبال کے ایک استاد تھے جنکا نام سر آرنلڈ تھا اور علامہ اقبال 1897ء تک ان کے شاگرد تھے۔ آپ کے لیے یہ بڑی حیرت کی بات ہوگی کہ علامہ اقبال واحد طالب علم تھے فلاسافی ڈپارٹمنٹ میں اور آرنلڈ دو سال تک واحد استاد تھے۔ کیسا عجیب منظر تھا۔ ایک ہی استاد اور ایک ہی طالب علم اور میں لطیفے کے طور پر بتاؤں کہ

علامہ اقبال کی ایم۔ اے فلاسافی میں تھرڈ ڈویژن تھی اور وہ گولڈ میڈلسٹ تھے۔ کیونکہ ایک ہی طالب علم تھے اور وہ جتنے بھی نمبر لیتے گولڈ میڈلسٹ ہی قرار پاتے۔ یہ سر تامس آرنلڈ وہ ہیں جو گورنمنٹ کالج لاہور آنے سے پہلے علی گڑھ یونیورسٹی میں تھے اور علی گڑھ یونیورسٹی کے اندر یہ شبلی نعمانی کے دوستوں میں سے تھے۔ سر سید احمد خان نے آرنلڈ سے ایک گذارش (Request) کی کہ مسلمانوں پر یہ الزام ہے کہ ان کا مذہب تلوار سے پھیلا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ تحقیق کریں اور اس سوال کا جواب دیں کہ کیا واقعی مسلمانوں نے گذشتہ صدیوں میں تلوار کے زور پر اسلام پھیلایا۔ 1898ء میں سر سید فوت ہوئے ہیں یہ کتاب 1898ء تک لکھی جاچکی تھی۔ سر سید نے اس کے کچھ حصہ پڑھے بھی تھے اور The Preaching of Islam کے نام سے یہ چھپی۔ پھر 1906ء میں یہ دوسری دفعہ چھپی۔ پھر 1913ء میں یہ تیسری دفعہ چھپی۔ یہ اسی سوال کا جواب جو سر تامس آرنلڈ نے دیا ہے کہ کیا اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے کہ کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے؟ سر تامس آرنلڈ نے 650 صفحات کی کتاب میں تحقیق کے ساتھ جواب دیا ہے کہ مسلمانوں نے تلوار کے زور پر اسلام کو نہیں پھیلایا اور میں اسی پر اپنا جواب ختم کرتا ہوں۔

سوال: اسلام میں زبردستی نماز کیوں پڑھائی جاتی ہے؟ حالانکہ دوسرے کسی مذہب میں زبردستی عبادت کروانے کا کوئی تصور نہیں ہے؟

جواب: شہزادو شیخ صاحب:

اس میں ایک بنیادی اصول کو نظر میں رکھنا چاہیے۔ جیسے کہ "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"۔ (سورہ بقرہ۔ ۲۵۶) یہ بات نظر میں رکھنی چاہیے اور پھر نماز پڑھنے کے لیے جس کو کہا جارہا ہے کہ نماز پڑھے اور ضرور پڑھے، ان کو پڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے وہ مسلمان سے کہا جارہا ہے۔ اس سوال سے سے تو یہ لگتا ہے کہ ہم

مسلمان کی بات کر رہے ہیں۔ تو یہ دو الگ ہو جائیں گے۔ کسی غیر مسلم کے ساتھ اسلام کا دین اختیار کرنے کے لیے زبردستی نہیں کی جاسکتی۔ جو پاکستان کے اندر رہ رہا ہے۔ پاکستان کی تعزیرات کے مطابق پاکستان کے قوانین کے تحت اس کو Administer کیا جائے گا۔ اسی طرح سے جو امریکہ میں رہ رہا ہے امریکن قوانین کے تحت اس کو وہ فالو (Follow) کرتا ہے۔ کسی بھی ملک میں کسی بھی جگہ پر رہے گا کہ جب وہ ایک سوسائٹی کو اس نے ایڈاپٹ (Adopt) کرلیا ہے اس سوسائٹی کا خاص طور پر جو نظام ہے وہ اجتماعی ہے۔ اس اجتماعیت پر اس کی بنیاد ہے۔ کسی فرد (Individual) کی بات اس میں نہیں ہے۔ کہ صرف بندے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہے باقی معاشرے کے لیے کچھ نہیں کرنا ہے۔ قرآن شریف کے جتنے بھی احکامات ہیں وہ اجتماعی فلاح کے لیے ہیں۔ اذان بھی اجتماعیت کے لیے بلا رہی ہے اور فلاح کے لیے بُلا رہی ہے۔ ایک نظام کی بات ہے۔ جب وہ اپنے چوائس (Choice) سے داخل ہوا ہے، اپنے چوائس سے اس نے ایکسیپٹ (accept) کیا ہے۔ اپنے آپکو مسلم ڈکلیئر (Declare) کردیا ہے اور مسلم ڈکلیئر کرنے کے بعد اگر وہ پھر اس کے اندر ان ڈسیپلین (Indiscipline) کر رہا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والی بات جو ہے۔ وہ اجتماعی نظام میں ان ڈسیپلین پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر آج ایک نہیں پڑھ رہا ہے تو دوسروں کو ترغیب دے رہا ہے۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ ہم نمازوں کو صرف رکوع اور سجود کے ظاہری رچوئل تک سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کو زبردستی کہہ رہے ہیں کہ چل سجدہ کر اور رکوع کر۔ صلوٰۃ دراصل اقامت کا نام ہے۔ اس نظام سے، اس دین کی اقامت سے اگر وہ ان ڈسیپلین (Indiscipline) کر رہا ہے تو اس کو زبردستی اس نظام کے ڈسیپلین میں لانے کی ضرورت ہے۔ اس اقامت کے تصور، اس پرنسپل کے تحت۔ لیکن اگر مسلم نہیں ہے، اس کا اس میں جب وہ داخل ہی نہیں ہے تو

زبردستی نہیں ہے۔ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۔

سوال: قیامت کے دن، زمین کے تباہ ہونے کے بعد، بیت الحرام اور دوسری مقدس جگہوں کا کیا ہو گا؟ کیا وہ بھی ہمیشہ کے لیے تہس ونہس ہو جائیں گی؟

جواب: شاکر صاحب۔

میں تو سمجھتا تھا کہ یہاں کے طالب علم صرف فزکس کے طالب علم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ میٹا فزکس کے بھی طالب علم ہیں یہاں پر یہ میٹافزیکل سوال ہے۔ دیکھیے ایک عالم طبعیات ہے۔ بگ بینگ (Big Bang) کا آپ نے تذکرہ سنا اور یہ ساری باتیں سنیں۔ اس کائنات کا اسٹرکچر جو ہے، وہ خود اس بات کا تقاضا کررہا ہے کہ خاص وقت میں جاکر یہ سارا سسٹم خودبخود (Collapse) ہو جائے گا۔ وہ collapse ہو جانا جو ہے وہ ایک قیامت کا لمحہ بھی ہو سکتا ہے۔ انسانی روح کے مقامات ہیں۔ انسان کو ایک دارالعمل کے اعتبار سے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے اور اس کے لیے یہ سارا جو نظام ہے، جو انوائر منینٹ ہے اور ریلیجس انجکشنز (احکام) ہیں یہ سارے اس کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو اس دنیا کے لیے موجود ہیں۔ جب انسانی روح، جو سفر کرتی ہوئی بلندیوں سے اس سرزمین کی طرف آئی ہے وہ اپنے اصل مقام پر پھر پہنچے گی تو انسانی روح کا اصل مسکن جو ہو گا وہ ہی اس کے لیے تقدیس کا پہلو ہو گا۔ یہ کائنات جو ہے یہ پورا آرکیٹک ہول ہے اور انسانی روح کے مقامات ہیں۔ جب انسانی روح کی ایک نئی بستی جو انسانوں کی ارواح کا آخری ٹھکانہ ہو گا، وہ آخری مقام ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ دنیا میں ایک بڑا دلچسپ لٹریچر ہے کلاسیکل لینگوئج میں۔ وہ یہ ہے کہ آدم آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں میں آیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اس مسئلے کو پھر اس طرح پیش کیا کہ اب پھر زمین کی پستیوں سے وہ آسمانوں کی بلندیوں کی طرف کیسے سفر کرے گا۔ آپ نے ڈانٹے کی ڈیوائن کا

میڈی (Divine Comedy) کا نام سنا ہوگا۔ اس کا بھی موضوع یہی ہے۔ متنبی کے "رسالہ الغفران" کا موضوع بھی یہی ہے۔ علامہ اقبال کی "جاوید نامہ" کا بھی یہی موضوع ہے۔ کہ اس میں سات طواسین ہیں۔ کس طریقے سے آپ یہاں سے نکل کر بلندیوں پر جاسکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جو کعبہ ہے اور جو اس قسم کے مقدس مقامات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تقدس بخشا ہے۔ وہ ہی اللہ جہاں چاہے جیسے چاہے۔ اگر یہ زمین اتنی محترم ہوتی تو معراج کی ضرورت درپیش نہیں تھی۔ اقبال نے تو اپنے خطبے میں بڑی عجیب بات لکھی ہے۔ وہاں اس نے شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے حوالے سے اسپرٹ آف مسلم کلچر (Spirit of Muslim Culture) کے بلکل ابتدائی تین جملوں میں یہ بات لکھی کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے کہا کہ محمد ﷺ آسمان پر گئے پھر زمین پر واپس آگئے۔ اگر میں وہاں جاتا تو واپس نہ آتا۔ اس پر اقبال نے کہا کہ یہی تو پیغمبر اور صوفی کا فرق ہے۔ پیغمبر اس مقام پر جاکر جذب نہیں ہوتا اور انوار و برکات Assimilate کرنے کے بعد پھر کریئشن کی طرف واپس آتا ہے۔ اس لیے اس مقام پر یہی عالم بہتر ہے۔ اقبال نے تو ایک جگہ ایک اور بڑی عجیب بات کہی ہے کہ "شاید یہ زمین ہو کسی اور جہاں کی تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا"۔ جسے آج آپ آسمان کہہ رہے ہیں، اقبال کہتے ہیں ممکن ہے وہ آسمان کسی اور مخلوق کی زمین ہو اور اس سے آگے گلیکسیز موجود ہوں۔ تو یہ پوری گلیکسیز کے مقام کے اندر محترم چیزیں ضروری ہیں۔ لیکن اللہ کی نگاہ میں تو ساری کائنات محترم ہے اور ارواح کے مقامات ہیں۔ یہ دنیا فزیکل ورلڈ کی مثال لپیٹی جائے گی۔ سائنٹی فکلی بھی اسی کو لپیٹا جانا چاہیے۔ اور میٹا فزیکل بات اس لیے کہ جنت اور اس کی دنیا اس دنیا کے مقامات سے زیادہ افضل ہے۔ زیادہ بہتر ہے۔ اور زیادہ ایلیویٹڈ (Elevated)۔ ایک تصور جو ہے

وہ موجود ہے۔ اس لیے میرے نزدیک یہاں کے معاملات کی تقدیس میں کوئی فرق واقع نہیں ہو گا۔

سوال: Muslim Ummah is Known as Ashraful Makhlooqat Jinn are not superior than us. They have got super natural powers, but we have not got, what is the reason?

جواب: شہزادو صاحب:

مسلم امہ کے لیے یہ اشرف المخلوقات کی بات نہیں ہے بلکہ انسان کے لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ مسلم امہ کے لیے ہے کہ یہ ماڈریٹ نیشن ہے۔ ماڈریٹ ملت ہے۔ اشرف المخلوقات کی بات نہیں ہے لیکن اس کو لنک کیا گیا ہے کہ:

Jinns are not supreme than us and they have got super natural power and we have not got what is the reason?

میرا خیال ہے کہ جنوں کے جو پاورس ہیں وہ کوئی انسان کے اختیارات اور پاورس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اسی لیے انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ جن سے بھی اشرف ہے۔ مثال کے طور پر انسان کو مسخر کرنے کی قوت دی گئی ہے اس پوری کائنات کو جو جن کو نہیں دی گئی ہے۔ کسی اور مخلوق کو نہیں دی گئی ہے۔ ملائکہ کو جتنا کام دیا جاتا ہے وہ صرف اتنا ہی کرتے ہیں۔ اسی طرح سے جن کی اپنی لمیٹیشنس ہیں۔ جو انسان کی اشرف المخلوقات ہونے کی بات ہے، وہ جو اس کو ماڈیولس دیے گئے ہیں، فنکشن لیئرز دیے گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ اس پوری کائنات کو مسخر کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں انسان اشرف المخلوقات ہے جن نہیں۔

پرنسپل: اس کو تھوڑا سا آگے بڑھا دیجیے جو آپ فرما رہے تھے کہ شیطان کے بارے میں ایک اور سوال ہے۔

شہزادو: اسی سے ہی جو شیطان کا ذکر آتا ہے، کہ شیطان جو ہے وہ جنوں میں سے تھا۔ جب بھی آدمی سے برا کام ہو جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ برا کام شیطان ہی کرواتا ہے۔ شیطان کسی کا ہاتھ پکڑ کے غلط کام نہیں کرواتا۔ قرآن شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو علم دیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن اس کو ایکسس (Access) ہے ہمارے تھنکنگ پراسیس پر، وہ ہمیں ایکسس کر سکتا ہے۔ لیکن ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ یہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ پہلے ہمیں نوٹیفاء (Notify) کر دیا گیا ہے، کہ دیکھیں جی اس کی یہ ھیئت ہے۔ اس کو آج کل کمپیوٹر کے حوالے سے بڑی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ یا اس کے قریب قریب اس کو سمجھا جا سکتا ہے۔ شیطان کا جو مادہ ہے جیسے کہ شاکر صاحب نے بتایا ایک اس کے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ جس کو آپ نہیں دیکھ سکتے۔ دور ہے آپ سے شطن۔ آج کل جو کمپیوٹر میں وائرس آتا ہے۔ یہ ھیکرس (Hackers) جو ھیکنگ (Hacking) کرتے ہیں یہ شیطانی عمل ہے۔ اس سے شاید اس کو ایکس پلین (Explain) کیا جا سکتا ہے اور جو وائرس ہے وہ کیا چیز ہے۔ وائرس Virus is also a computer programme۔ آپ زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں جب وہ وائرس پروگرام میں چھوڑا جاتا ہے وہ آپ کے پروگرام سے کمپیوٹر میں سے ننھی ہو جاتا ہے، اٹیچ (Attach) ہو جاتا ہے اور اس کے جو پروگرام میں آپ نے پہلے چیز لکھی ہے اس میں اٹیچ (Attach) ہونے کی وجہ سے وہ اور طرح سے کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ ایک کمانڈ دیتے ہیں، کمپیوٹر دوسری طرح سے (Behave) کرنا شروع کر دیتا ہے اور وہ چونکہ اس کے ساتھ اٹیچ ہو گیا ہے پتا نہیں چلتا ہے تو اس طرح سے ایسے لگتا ہے کہ آپ کا کمپیوٹر یہ کام کر رہا ہے۔ تو لگتا یہ ہے کہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ جو قرآن شریف نے ایکس پلین کیا ہے اس کی ایکسس (Access) ہمارے تھنکنگ پروسیس (Process) تک ہے۔ وہ اس میں اپنے وائرس کو جب اٹیچ کر دیتا ہے تو ہمارے

ہاتھ پکڑ کے کام کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود بخود اس طرح سے (Behave) کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو چیز یا برا کام ہے ہمیں اچھا لگتا ہے۔ ہمارے جو ری ایکشن (Reaction) ہوتے ہیں اس کے لیے وہ برے نہیں ہوتے۔ DNA کے لیے جو آج کل تحقیق کے مطابق بتایا گیا ہے کہ کینسر (Cancer) میں وہ کیا کرتا ہے۔ جو پہلے ہم نے کلمے کی بات کی۔ DNA کا جو کلمہ ہے، اس کے اندر جو کمانڈ ہے۔ جو اندر لکھا ہوا ہے۔ اس کے اندر وائس جو ہے۔ وہ اس کے Behaviour کو چینج کر دیتا ہے۔ وہ اپنے ہی سیل (Cell) کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔ یہ کینسر ہے۔ اپنے ہی طور پر اتنا بڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ cells کی ملٹی پلی کیشن (Multiplication) کہ وہ اس کے پروگرام کے تحت وہ کر رہا ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے جو شیطان کا Behaviour ہے، شیطان کی جو ایکسز ہے، وہ میمری (Memory) کو اسپائل کرتا ہے۔ اپنا وائرس اٹیچ کر دیتا ہے اور اس اٹیچ مینٹ کی وجہ سے وہ کمپیوٹر کرپٹ ہو جاتا ہے۔ اس کا پروگرام کرپٹ ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ اس طرح سے Behave کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ہے شیطان کی ایکسز۔ اور اس طرح سے وہ کام کرتا ہے۔

سوال: اسلامی قانون کے مطابق وراثت کے مال میں بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا کیوں ہے؟

جواب: شاکر صاحب:

یہ Law of Inheritance کا مسئلہ ہے۔ قرآن مجید میں لا آف ان ھیریٹنس (Law of Inheritance) کا ایک تدریجی عمل ہے۔ جو پہلے ایک ول (Will) کے ذریعے سے طے ہوتا تھا کہ مرنے والا اپنی زندگی کے کسی حصے میں مرنے سے پہلے اس کی وصیت کر دے۔ پھر یہ حصص متعین کر دیے گئے۔ پہلی بات تو یہ سمجھ لیں کہ یہ حصص کسی انسان نے متعین نہیں کیے، بلکہ

یہ اللہ تعالیٰ نے متعین کیے، لہٰذا اس کی حکمت کو سمجھنا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔
تاریخ میں Before Christ (قبل مسیح) کے اندر ایک شخص گذرا ہے جس کو حمورابی کہتے ہیں۔ حمورابی کے قوانین گذشتہ صدی میں دریافت ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ وہ طالب علم جو نیٹ کے ساتھ وابستہ ہیں وہ ذرا یہ پڑھیں کہ حمورابی کے قوانین کی جو کلیکشن (Collection) ہے تاریخ میں رومن لا سے بھی پہلے سے موجود ہے۔ اس کا مطالعہ کریں تو کچھ باتیں سامنے آئیں گی۔ جب میں لا (Law) کا اسٹوڈنٹ تھا، ایک کتاب بڑی معروف ہے، جو لا آف ان ہیریٹنس ہے (Law of Inheritance) جو اسلام کا ہے، وہ کلسن کی کتاب ہے۔ کلسن کی لا آف ان ھیریٹس یہ بڑی مستند کتاب ہے۔ تین باتیں سمجھ لیجیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام سے پہلے خواتین کو پراپرٹی (Property) کے اندر کسی قسم کا حق دینے کی بجائے، دنیا کے مذاہب میں خواتین خود پراپرٹی میں شمار ہوتی تھیں اور تقسیم ہوتی تھیں۔ پہلی بات یہ ذہن میں رکھ دیجیے۔ اسلام نے سب سے پہلے ان کے حقوق کا تعین کیا۔ پھر قرآن مجید نے جو بیسک یونٹ (Basic Unit) قائم کیا ہے جائداد کی تقسیم کا وہ عورت سے کیا ہے۔ یعنے قرآن کی آیت کے اندر جو سب سے تفصیلی حکم نامہ دیا گیا ہے اس کا آغاز عورت کے حصے سے ہے اور اس حصے کے بعد ملٹی پلائی (Multiply) ہوتے ہوئے دوسروں کے حصص متعین کیے گئے۔ عورت کی حیثیت سمجھ لیں۔ مرد کو صرف ایک طرف سے وراثت میسر آتی ہے۔ عورت کو چار طرح سے وراثت میسر آتی ہے۔ چار طرح سے یوں آتی ہے کہ اگر وہ بیوی ہے اور خدانخواستہ وہ بیوہ ہو جائے تو پھر اس کو خاوند کی وراثت سے جائداد ملتی ہے۔ اگر وہ بہن ہے تو باپ کی وراثت سے اس کو حصہ ملتا ہے۔ بیٹی ہے تو بیٹی کی حیثیت سے بھی اسے حصہ ملتا ہے۔ یعنے بیٹی کی حیثیت سے، بہن کی حیثیت سے، ماں کی حیثیت سے اور بیوی کی حیثیت سے۔ ان، چاروں حیثیتوں میں اس کو لا آف ان ھیری ٹنس کے مطابق حصہ ملتا ہے۔

دوسری بات اسلام کا جو نظام ہے خاندانی ہے۔ اس کے اندر عورت مکلف نہیں ہے گھر کے اخراجات کی۔ مرد مکلف ہے۔ لہٰذا اس کی جو جائداد ہے، وہ تو ملٹی پلائی ہوتی چلی جارہی ہے۔ مرد مکلف ہے اس کو دینے کے لیے۔ اس کی ساری چیزوں کے لیے۔ اس لیے فقہانے ایک بڑی عجیب بات کہی ہے جو لطیفے کے طور پر سنانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی مرد کے حالات خراب ہو جائیں اور بیوی کو رحم آجائے تو بیوی اپنی رقم سے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور میں اپنی بیوی سے یہ استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ دوسری بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے خواتین کو بڑا عجیب ملکہ دیا ہے۔ آپ خود حیران ہوں گے ہندوستان کی پانچ خواتین، خاص طور پر بھوپال کی ریاست (ڈاکٹر عبدالقدیر خان 1936ء میں جس ریاست میں پیدا ہوئے) اس کے اندر توپے درپے خواتین کا حکم چلتا رہا اور آپ کو تو معلوم ہے کہ خاندانِ غلامان کے اندر بھی خواتین کے پاس یہ چیز آئی ہے۔ تو اسلام نے خواتین کے حقوق کو لا آف ان ھیریٹنس کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ گنجائش پیدا کی ہے بلکہ مثالی بنایا ہے اور آخری بات یہ ہے کہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے اور اس کی حکمتیں چند ایک میں نے آپ کے سامنے بیان کیں۔ اس سے زیادہ پڑھنا چاہیں تو مسلمانوں کے پاس ایک کتاب ہے، جس کو "سراجی" کہتے ہیں۔ یہ سراجی لا آف ان ھیری ٹنس پر ہے اور بہترین کتاب ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ مسلمان فقہانے اس علم کو علم الفرائض قرار دیا ہے اور اسے اسلام کا آدھا علم قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا کے سارے مذاہب کی تاریخ میں عورت کو اگر وراثت اور ان ھیری ٹنس کے اعتبار سے احترام دیا گیا ہے تو وہ اسلام نے دیا ہے۔

سوال: آپ نے آج اپنی صبح کی تقریر میں کہا کہ جاپان نے انٹریسٹ ریٹ (Interest Rate) زیرو (Zero) کر دیا ہے۔ اور دیگر مغربی ممالک بھی کم

کر رہے ہیں۔ جب کہ پاکستان میں دن بدن انٹریسٹ ریٹ بڑھتا جارہا ہے۔ بلکہ اسلامی بینکیں بھی بڑھا رہی ہیں۔ جیسے دبئی اسلامک بینک وغیرہ۔ اس کے بارے میں کچھ بتائیں۔

جواب: شہزادو شیخ صاحب:

صبح والی چیز کو ریپیٹ (Repeat) کیے بغیر کوشش کروں گا کہ میں اس کے بارے میں بات کروں۔ پاکستان کا ذکر کیا گیا ہے۔ پاکستان میں دراصل وہ رسیشن (Recession) نہیں ہے جو رسیشن امریکہ یا یورپ میں ہے۔ میں نے صبح یہ بھی بتایا تھا کہ اس کی وجہ کیا ہے اور وہ کیسے شروع ہوئی تھی۔ اس کے ہم تفصیل (Detail) میں نہیں جائیں گے، پاکستان میں رسیشن اس سینس (Sense) میں نہیں ہے۔ پاکستان میں رسیشن کے اثرات اب آرہے ہیں اور بڑھ رہے ہیں۔ لیکن پاکستان میں جو پرابلم ہے ہماری اکانامی کے ساتھ وہ انفلیشن کا ہے۔ ہمارے ہاں انفلیشن (Inflation) بھی ہے اسٹیکس Recession بھی ہے۔ اسٹیکس رسیشن میں یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف قیمتیں بھی بڑھتی ہیں جیسے انفلیشن میں بڑھتی ہیں۔ وہ ڈمانڈ (Demand) اور سپلائی (Supply) کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ڈمانڈ اور سپلائی کی وجہ سے ہمارے ہاں انفلیشری پریشر بڑھتا ہے۔ لیکن اسٹیکس رسیشن میں جو جو پرابلم پیدا ہو جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ پراڈکشن بھی کم ہو جاتی ہے، انڈسٹری بند ہو جاتی ہے۔ ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری بند ہو رہی ہے۔ موٹر سائیکل کی انڈسٹری بند ہو رہی ہے۔ دوسری انڈسٹریز بند ہو رہی ہیں۔ یا ان کی پراڈکشن کم ہو رہی ہیں۔ تو ہمارے ہاں اکنامکس Syndrome ہے۔ جس میں انفلیشن بھی ہے اور تعجب کی بات ہے کہ ساتھ ساتھ اسٹیکس رسیشن بھی ہے جو یورپ میں یا ویسٹ (West) میں ہے۔ وہاں پر خدشہ یہ ہے کہ رسیشن وہاں کی جو ہے وہ اب کنورٹ (Convert) ہوگی ڈی پری سیئشن (Depreciation) میں۔

پرائم مارگیج سے یہ معاملا شروع ہوا ہے۔ رسیشن پر آیا۔ رسیشن ڈی پری یشن میں جارہا ہے۔ جو ورلڈ وار ٹو (World War-II) کے بعد یا اس سے پہلے 1930ء میں رسیشن تھی وہ ڈی پری یشن میں کنورٹ ہوگئی۔ ہمارے ہاں ایکس سینڈ روم میں جو ہے وہ ڈولپ ہو رہی ہے۔ اب میں واپس انٹریسٹ کا جو بیسیکلی سوال ہے اس پہ آتا ہوں کہ انٹریسٹ کیا ہے؟ انٹریسٹ ایک ٹول ہے۔ اکنامک ٹول ہے۔ اکنامک ٹول سے بھی زیادہ یہ مانی ٹری ٹول ہے کہ جب آپ مارکیٹ میں پیسوں کا حجم کم کرنا چاہتے ہیں کہ مارکیٹ میں کرنسی کم ہو، پیسے کم ہوں تو آپ انٹریسٹ ریٹ بڑھادیتے ہیں۔ جب آپ دیکھتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے پاس پیسہ ہو وہ خرچ کریں تو آپ انٹریسٹ ریٹ کم کر دیتے ہیں جو ابھی رسیشن میں وہاں بھی کیا جارہا ہے۔ جو انٹریسٹ ریٹ کم کر کے پیسے کو کھلا چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اسلام نے انٹریسٹ کو کیوں بند کیا ہے کہ یہ نہ لگائیں۔ اب اس سے بات واضح ہوگئی ہوگی کہ انٹریسٹ اس لیے لگایا جاتا ہے کہ مارکیٹ میں پیسوں کا حجم کم ہو، خرچ کم ہو۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نقصان جو ہوتا ہے کہ صرف ڈمانڈ اور سپلائی کو ریگیولیٹ کرنے کا کام نہیں کرتا۔ آپ جب اینٹی بائیو ٹکس کسی کو دیتے ہیں تو یہ تو بات عام ہوگئی ہے کہ یہ ان جراثیم کو مارتا ہے لیکن جو آپ کے وائیٹ سیل ہیں انکو بھی ماردیتا ہے۔ تو جب آپ انٹریسٹ کو مینی پولیٹ Manipulate کرتے ہیں۔ اکنامی میں مانیٹرنگ اس پیسے کے پریشر کو کم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ تو پیسے کا پریشر جب کم ہوتا ہے تو نہ صرف کنزمپشن (Consumption) کو یا ڈمانڈ کو کم کرتا ہے بلکہ انوسیٹ مینٹ کو بھی کم کر دیتا ہے۔ جو لوگ انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں، جو لوگ پراڈکشن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر انٹریسٹ ریٹ بڑھ جاتا ہے۔ بیس فیصد انٹریسٹ کے قریب ہماری لاگت ہو جاتی ہے تو کون فیکٹری لگا سکتا ہے۔ تو ہماری انویسٹ مینٹ کم ہو جاتی ہے۔ انویسٹ مینٹ کم ہو جانے کی وجہ سے انڈسٹر لائیزیشن کم ہو جاتی ہے۔ انڈسٹر لائیزیشن کم

ہونے کی وجہ سے جابس کم ہو جاتے ہیں۔ جابس کم ہونے کی وجہ سے غربت پھیل جاتی ہے۔ پاورٹی لائین (Poverty Line) سے ہم اور بھی نیچے آجاتے ہیں۔ یہ اس کے نقصانات ہیں۔

اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب بھی آپ کے ہاں ڈمانڈ اور سپلائی کا مسئلا ہو تو بجائے انٹریسٹ کا ٹول استعمال کرنے کے ورک آن دی سپلائی سائیڈ (Work on the Supply Side)۔ میں پھر وضاحت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسلام انسانوں کے لیے آیا ہے۔ قرآن انسانوں کے لیے آیا ہے۔ ان کی فلاح کے لیے آیا ہے۔ ان کی ایڈریس کرنے کے لیے آیا ہے۔ ان کی ضروریات کو جو جائز ضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے آیا ہے۔ انٹریسٹ ان جائز ضروریات کو پورا کرنے نہیں دیتا۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ انٹریسٹ لگایا جاتا ہے کہ وہ پیسہ مارکیٹ میں کم ہو جو لوگوں میں ڈمانڈ ہے وہ پوری نہ کر سکیں۔ ڈمانڈ کو روکنے کے لیے پیسے کو مارکیٹ میں کم کیا جاتا ہے سپلائی کو نہیں بڑھایا جاتا۔ لیکن اسلام یہ درس دیتا ہے کہ جب بھی ڈمانڈ اور سپلائی کے درمیان عدم تواز (Imbalance) ہو جائے تو ورک آن سپلائی سائیڈ (Work on Supply Side)۔ آپ سپلائی سائیڈ کو بڑھادیں۔ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی فلاح کے لیے کام کریں۔ ان کی ضروریات کو پورا کریں۔

پورا قرآن شریف جو ہے بار بار اکنامک فلاح کے لیے زور دیتا ہے۔ "اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝" (سورہ الماعون ۱:) تم دیکھ رہے ہو وہ قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ یتیم کو دھکے دے رہا ہے۔ اور ہم انٹریسٹ پر انٹریسٹ لگا رہے ہیں۔ کہ ڈمانڈ کم ہو۔ اس کی روٹی ہم روک رہے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ اسلام نے کہا ہے کہ اس کو انٹریسٹ کی بجائے آپ سپلائی سائیڈ پر کام کریں۔ آپ پیسے کو اس طرح سے استعمال کریں کہ وہ انڈسٹری لگا سکیں۔ آپ پیسے اس طرح استعمال کریں کہ اس کی پراڈکشن ہو۔ آپ پیسے کو اس طرح استعمال کریں کہ وہ جابس کریئٹ

کر سکیں۔ لوگوں کی ضروریات پوری ہوں۔ ان کی نیڈس (Needs) پوری ہوں۔ نیڈ اور ڈمانڈ میں فرق ہے۔ لیکن میں یہاں مکس کر کے لفظ کو استعمال کر رہا ہوں۔ یہ وجہ ہے کہ اسلام نے ربا کو ختم کرنے کا حکم دیا جو میں نے بتا دیا ہے کہ کیا وجہ تھی رسیشن میں جواب یورپ کر رہا ہے۔ دوسرے ممالک کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج کی تاریخ میں بھی اگر دیکھ لیں کہ جب انٹریسٹ کی لاگت ہماری 20 فیصد سے زیادہ ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی آدمی جو کاروبار میں پیسہ لگائے گا بیس فیصد تو کم سے کم اسے بینک کو دینا ہے۔ اس کے بعد وہ بیس فیصد خود بھی تو کمائیں تاکہ اپنا خرچہ نکالیں۔ گھر چلائیں پھر اس کے علاوہ انفلیشن ہو رہی ہے جو سبس ٹی ٹیوشن (Substitution) ہے۔ جو آئندہ چل کے اس کو بزنس چلانا ہے اس کو maintain کرنا ہے۔ اس میں انفلیشنری پریشر کی وجہ سے بیس فیصد ایڈیشن اس کو وہ بھی رکھنی ہے۔ تو کم سے کم اگر ساٹھ فیصد منافع کوئی بزنس دے تب ہمارے ملک میں کوئی بندہ اپنا بزنس ایمانداری سے کر سکتا ہے۔ لیکن ایمانداری کے ساتھ کوئی بھی ایسا بزنس نہیں ہے جو آپ کو ساٹھ فیصد اس انٹریسٹ ریٹ کی وجہ سے دے جس میں اور فیکٹرس زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دیکھتے ہیں کہ بے ایمانی ہے۔ بجلی کی چوری ہے۔ آپ دیکھیں فیکٹری نہیں لگ رہی ہے۔ بیروزگاری بڑھ رہی ہے۔ دو بنیادی وجوہات ہیں ہمارے اکنامک سسٹم میں جو اسلام نے آتے ہی ختم کرنے کی بات کی۔ اگر وہ ختم ہو جائیں تو ہماری اکانمی درست ہو جاتی ہے۔ ایک انٹریسٹ اور دوسری کرپشن۔ یہ دو چیزیں اگر اسلام کی بنیاد پر آجائیں تو اسلام وہ واحد نظام ہے جس میں قوت ہے گلوبل سسٹم میں اپنا حل دینے کی۔ جو آہستہ آہستہ یورپ والے accept کرتے جارہے ہیں۔

Seerat Conference 2009

17 March 2009

Question Answer Session with
Mr. Shahzado Shaikh

Q – No. 01: Why do we use masculine gender for Almighty Allah (for God)?

Answer: At the out set I must admit my deficiencies and limitations of knowledge.

The first one is why do we use While referring to "He" for God? The word "He" for God, grammatically, is not represented in gender "He". But we don't use "**It**", because if we use "**It**" then it gives an impression that something is dead for something which has so consciousness. Word "He" is otherwise used in writing for both gender, feminine as well as masculine.

You must have seen in law and in many other things, except where it is to be clearly identified between the two sexes that one is he and other one is she. Otherwise, when you are referring to something without referring to gender you always say He. When you are referring to a living being or a conscious personality you always use He. Now, why do we use "He" in English? Because, the question is asked in English. But, actually, it is an attempt to translate the word *Hua* of Arabic used in Quran. The explanation I have tried to give

for "He" in English can also be applied to the word *Hua* which comes from Arabic.

Here it may perhaps be appropriate to give the explanation given by Hazrat Ali (R.A). he said, "I don't know what is He, except He is He". And then at one place he prays *"Yaa Man La Huwa Illa Huwa"* In explanation Quran itself says about *Hua* that *"Laa Illaha Illa Hu"* there is no God. There is nothing else which can be compared to God. *"Laa Illaha Illa Hu"* I think the best explanation for *Hua* in the terms of Quran is *"Laa Illaha Illa Hu"*. And there is no other explanation.

Now, there is another important thing that why do we like to do this? I may refer to Hazrat Imam Ghazali and certain other scholars that if we negate, we don't use any pronoun like "He". If we don't use "He", we negate the existence of God. Therefore, it is necessary to use a word, use an address which gives us the consciousness of His existence, and he being a living being and also does not personify Him. Both the things are necessary. There should be no nullification, no complete negation of a person, or a person of God, and then no personification of the person of God. That is why here word "He" is not used in the strict grammatical sense, but just to give the sense of presence and existence of God.

Q – No. 2 (a). It is said that every leaf of a tree moves with order of God. If any sin has been committed by us then we shall be punished on the Day of Judgment. Then what is man's mistake if everything works under the orders of God?

Q – No. 2 (b). Luck, fate and fortune, why are these things not in the knowledge of man? Can it be changed? If it can be changed then why is it said that everything is pre-destined.

Q – No. 2 (c). What is the importance of fate in Islam and what do you say in the light of Holy Quran?

Answer: Many questions have been asked simultaneously. When we talk of fate whatever may be result which may be pre-determined. It is the questions of determinism. Scientifically and philosophically this is the basically the question of determinism whether the universe is determined or not, God is determinant or not. Big Bang Theory has solved this issue. I may be conscious about the research which is taking place in science around the world and different theories which are being presented. They are not exactly the total explanation of any Ayah of Quran. One Ayah of Quran may contain explanation of many theories and the laws of nature and the laws of science, and many laws may explain the one Ayah. So, we have to be very careful. But just for the sake of reference, we refer to Big Bang and link it with the Ayah "*Rataqana Fa Fataqnahuma*". Then came the theory of expanding universe which we link with the Ayah "*Lamoothun*". In Quran, God says, "I am expanding the universe." Now, in these two Ayahs, in the explanation of expanding universe, we know the future position of each galaxy, of each star, of each planet, of each solar system and of each star system. This is the determinism.

Now, physically in the universe if you know the position of a star, if you know the position of a planet, it means you know the position of each object on the planet, on that start in advance: that is tomorrow, after one thousand years, and after billion years, where that star will be, where that object will be, where that planet will be, where that object on that planet will be, and where that man on that planet will be. Not only future but also for past. You can say that five billion years before when the Big Bang took place, what was the position that which particle was where. Now this has been determined. This is determinism. This theory, as I said, has simplified the question of determinism.

The basic word used by Quran is "*Qadr*", that every thing is determined. It is determined by God. If the universe was not determined, everything will go to a hazard.

Now, I will try to come closer to your question. Here I may get some assistance from computer technology. You may be playing certain games on the computer, particularly, when the games are introduced as Nintendo games and other games. Now you can play cards on the computer, you can play cricket on computer. Some program is already given in the computer. When you play cricket, when you play cards on computer, in fact, you provide every time different input and according to that input you get different results. Although there is one program for cricket, there is one program for cards but your outcome, your result, every time, may differ depending upon your input. Your program is already pre-determined and that determinant is *Qadr*. Your program is already

given a certain *Taqdeer,* and it will give you result according to that input. So, this is your *Taqdeer* and that is our *Taqdeer*. The only option that a man, is compared to other creatures who have consciousness, has been given more options and more variables. You have the choice, you can choose different inputs.

So, at sociological platform, at the level of Sociology, now, we may come from level of Physics and Biology to the level of Sociology. There, the consciousness of man with options available, with different variables available and with different inputs, choices are available, your result, your output, depends upon inputs you feed. And that is basically the explanation that how the word "*Qadr*" has been used.

Q – No. 3. It is said in Quran that world was created in six days. If we follow the theories of science, the world was created in billions of years. Please explain.

Answer: There are two explanations for this question. I think both the explanations are correct. There is no any contradiction in them. There is the need of reconciliation. One is whether it took six days of our world of reckoning, a day of twenty four hours. It was the total time of six days of our reckoning or it represents something else. In Quran word "*Yaum*" has been used in different meanings. It means days of our reckoning and it also means different periods, different eons and different epochs. In both the senses, there is need to reconcile. Now, scientifically, if we look at the six

days of our reckoning, then, I think, meaning is more clear then if we take into consideration the meaning is different epochs, though, it not contradictory.

God has given scientific clues to certain things when the world was created. In my new book, "Know Your God", I have given explanation to this point, and I have given full chapter to this. The scientists say that with the first millionth of a second, when the **Big Bang** took place the temperatures of the bursting of the singularities, came down from millions of degrees to less than ten millions of degrees. Now, that the speed of cooling down and that was the speed of expansion of the universe. If the universe had solidified in one day, in two days or in one thousand years as some people say, it has taken years; it has taken epochs and it had taken eons. If the universe was cooling down at that rate and the things were solidifying at that rate, and the things were going apart at that rate, then the mixture of the earth, the mixture of the ingredients, the mixture of the substances and the earth which we find on the earth today was not possible. It was possible only when it's not only six days but at two places, it has been said that material of earth was completed in two days. The earth and heavens were completed in six days. It means that four days were used for different purpose and two days were used for different purpose. So, the rate of cooling and the speed determined that within two days, the process of solidification, formation of substances and then mixing them was completed. We find iron here; we find iron in Africa, we find magnesium here; we find magnesium in America; we find silicon here,

and we find silicon somewhere else. Now, once it had been solidified it was not possible to mix up the substances at the level of their atomic level, at the level and molecular level at that level. They were mixed up when they were still in gaseous form and the earth and the object of the universe were given shape at that time. Further, the process of cooling after those balls were formed has taken millions of years. So, the first reference to our reckoning is correct and the interpretation that it has taken years and epochs is also correct, for time is a relative concept.

In our reckoning when it has been six days then at certain point of the reference of the universe it may have different epochs, it may have been different years. So I think for the purpose of brevity, I just gave a clue referred to certain things, but it needs still deeper research and deeper explanation. If you like, you can refer to the book I have presented which your Principal has compiled and got printed. A detailed explanation is given in that book.

Q – No. 4. When we see current situation of Muslims, can we say that Islam will govern entire world?

Answer: Two things have been asked in this question. One thing which is asked is expected that process of globalization is taking place. The world is moving, has already moved, in fact, in the phase which is maturing, which is moving further with a lot of speed, towards globalization. It is asked whether Islam will be spread all over the world.

Then one question is solved that globalization is taking place. Quran and Islam have predicted that the time will come that there be one system in the entire system. But yet Quran says that *Shariah* or local practices like culture are allowed in the one system. Globalization does not mean that everywhere same culture, local practices and *Shariah* are to be followed. One may say that globalization is taking place and in globalization there will be some sort of harmony and inter-linkage; when this entire system will work in harmony then what will be the role of Islam.

The basic thing if we take of today that we need peace and Islam offers peace. That is basic requirement in the process of globalization that all the nations have to live together in harmony and in peace. With all their diverse systems they have to live in peace and Islam is the only religion which offers peace and harmony. Now, within that what Islam offers and what is requirement of the world is justice, *Adal* and *Insaf*. These are the only sociological terms. But, what about other sciences if we move forward. Does Islam provide any solution globally for the economics, for the economic problems? Inter-linked with this, if I take the opportunity, there was a question about banking that what is the difference between Modern Banking and Islamic Banking? In this process of globalization, very quietly, very silently, world is moving, very slowly although, towards economic system given by Islam. I am not saying from my side. UK has officially allowed Islamic Banking in UK, and it is working well. The rate of growth of Islamic Banking in UK is more than the modern system in UK. Not only that, but I am

again quoting French Minister, who in his press conference officially invited bankers for introduction of Islamic Banking in France. Within Pakistan and around the world, not only in UK, as I quoted the rate of growth of Islamic Banking system is much more than other system. In Pakistan also, we are very quietly moving towards Islamic banking system. Actually Islam is offering an economic system which has the strength of adoption globally. Same is the case with all other systems including economics and sociology or any other area of governance. If we look at the basic principles of Islam, what is required today, can provide the remedy to the grievances and the problems of humanity.

In globalization, the basic question is whether a system has such strength to offer any solution which is accepted globally. If you take the process of globalization and the principles of Islam which can work globally, I think the answer to the question will be clear.

Seerat Conference 2009

March 17, 2009

Report

Sikander Ali Channa, Asstt. Prof. Islmiat

Seerat Conference was celebrated in the morning of March 17, 2009 to pay homage and tribute to the last Apostle of Almighty Allah, Muhammad (peace be upon him). The conference was presided over by Prof. Dr. Abdul Jabbar Shakir, Director Dawah Academy, International Islamic University, Islamabad, whereas the guest of honour was Mr. Shahzado Shaikh, (Retd.) Secretary, Population Welfare Pakistan and Member Board of Governors, Cadet College Larkana.

The conference proceedings started with the recitation of the verses from the Holy Qura'an by Cadet Haris Khattak (Class XI), translated in English by Cadet Ghulam Mustafa Abro (Class X) followed by the recitation of Na'at by Mr. Sikander Ali Channa, Asstt. Prof. Islamiat. The programme included Seerat Quiz, Calligraphy, Hifz-e-Hadith, Na'at and Speech competitions. In his welcome address, Principal Prof. Muhammad Yusuf Shaikh said, "we organize the function of Seerat Conference with great pride and take it as a part of development of students' personality because we take education as total development of personality.

The Prophet (peace be upon him) is the model for humanity and to follow his footprints as a Muslim is our arch duty."

The occasion saw with a befitting launching of book "The Last Haj Sermon of the Holy Prophet (PBHU)", compiled by Mr. Abdul Wahab Mangrio, Asstt. Prof. Islamiat. The compiler also presented the review of the book.

Mr. Shahzado Shaikh, guest of honour, spoke on the life of the Holy Prophet (PBUH) in the context of modern social setup. He said, "First time in the history of human beings, CBO (Community Based Organization) was built by the Holy Prophet (PBUH), which was free of exploitation, usury and slavery.

In his presidential address, Prof. Dr. Abdul Jabbar Shakir highlighted various aspects of the life of Holy Prophet (peace be upon him), specially the Holy Prophet (PBUH) as a role model and law giver for humanity. He briefly threw light on the history of human rights with a comparison of the rights given in the last sermon of the Holy Prophet (PBUH). He said that the Holy Prophet (PBUH) was not only the law giver but also the first one who acted upon them. Therefore, human rights mentioned in the last sermon of the Holy Prophet (PBUH) are more comprehensive than any other in the human history. Dr. Shakir praised all events of the programme and appreciated the efforts put in by the cadets, their teachers and the Principal.

Details of the prize winners are as under:-

Essay Writing (English)

➢ Abdul Basit Morio	X	Ibn-e-Qasim	First
➢ M. Shareef Kalhoro	VIII	Latif	Second
➢ Abdul Qadeer Taj	XII	I.Qasim	Third

Essay Writing (Urdu)

➢ Mustansar Abbas	IX	I. Qasim	First
➢ Riaz Hubb	XII	Tipu	Second
➢ Hussain Wagan	XI	Jinnah	Third

Essay Writing (Sindhi)

➢ Kaleemullah Noonari	XI	Tipu	First
➢ Waris Saleem Abro	XII	I. Qasim	Second
➢ Amjad Gul Abro	XI	Shah Baharo	Third

Speech competition

➢ Yasir Tatri	XII	Latif	First
➢ Abdul Basit	XI	I. Qasim	Second
➢ Aqeel Ahmed Dahri	XI	Jinnah	Third

Na'at competition

➢ Hassam Dogar	XII	Iqbal	First
➢ Babar Hussain	X	Z.A.Bhutto	Second
➢ Ali Raza	X	Latif	Third

Hifz-e-Hadith competition

➢ Hussain Wagan	XI	Jinnah	First
➢ M. Hassan Siddiqui	X	Jinnah	First
➢ Faizan Khan Suhriyani	VIII	Tipu	Second
➢ M. Zakria Domki	XI	Tipu	Second
➢ Sanaullah Abro	X	Iqbal	Third
➢ Saddam Chachar	X	Iqbal	Third

Calligraphy competition

➢ Shoaib	IX	I. Qasim	First
➢ Mubeen Mahar	X	Jinnah	Second
➢ Atta-u-Rehman	XII	Z.A. Bhutto	Third



Seerat Quiz

➢ Abdul Hameed ➢ Kamran Abro	XII XII	Jinnah	First
➢ Syed Jerry Abbas ➢ Umair Soomro	XII XII	Latif	Second
➢ Faisal Raza Tunio ➢ Qandeel Hussain	XI VIII	Shah Baharo	Third

In the evening, a Question-Answer Session on the pattern of Brain Trust was held, in which all faculty members and cadets of class XI and XII participated.